Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

VOL. 4

کتاب نمبر16:

بچوں کا بپتسمہ:

مسیح یسوع کی مقرر کردہ ہدایت اور نشان کی حقیقت کے مطابق۔

مصنف: جان کیلون

Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

بچوں کا بپتسمہ:

مسیح یسوع کی مقرر کردہ ہدایت اور نشان کی حقیقت کے مطابق۔

Reformed by TRUTH

Covenant God-Covenant People

Translated
By
Suleman Shahzad
(MIB-France, M.Div (Continue)-USA)
Reformed by TRUTH

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only.

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International

NOT FOR SALE

Urdu Edition 2026

Copyright © Reformed by TRUTH

www.Reformedbytruth.com

کتاب 16

بچوں کا بپتسمہ: مسیح یسوع کی مقرر کردہ ہدایت اور نشان کی حقیقت کے مطابق۔

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Not For Sale

فہرستِ مضامین

مصنف کا تعارف:

مترجم کی تمہید:

حصہ 1: بچوں کا بپتسمہ، اپنی علامتی اہمیت کے لحاظ سے ختنہ کے مطابق ہے اور ابراہام کے ساتھ کیے گئے عہد کے مطابق اس کی اجازت دی گئی ہے، باب 1 تا 6 تک:

باب 1: بچوں کے بپتسمہ پر اعتراض.

باب 2: بپتسمہ کے مطلب کی وضاحت.

باب 3: بپتسمہ اور ختنہ.

باب 4: فرق صرف ظاہری صورت میں ہے.

باب 5: بچے بھی عہد میں شریک ہیں.

باب 6: فرق صرف تصدیق کے طریقے میں ہے.

حصہ 2: مسیح نے چھوٹے بچوں کو بلایا اور برکت دی؛ اس لیے ہمیں اُنہیں بپتسمہ کی نشانی اور اس کے فائدے سے محروم نہیں کرنا چاہیے، 7 تا 9 تک:

باب 7: یسوع اور بچے.

باب 8: بچوں کے بپتسمہ کے بارے میں کلامِ مقدس کی خاموشی.

باب 9: بچوں کے بپتسمہ کی برکت.

حصہ 3: اناباپٹسٹس کے اِس اعتراض کا جواب کہ بپتسمہ کا ختنہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، باب 10 تا 16 تک:

باب 10: غلط فرق کو بیان کرنا.

باب 11: وعدے روحانی تھے.

باب 12: جسمانی اور روحانی بچپن.

باب 13: ابراہام سب ایمانداروں کا باپ ہے.

باب 14: یہودیوں کے ساتھ عہد منسوخ نہیں ہوا.

باب 15: وعدہ حقیقی طور پر پورا کیا جائے گا، تمثیل کے طور پر نہیں.

باب 16: بپتسمہ اور ختنہ کے درمیان مزید ظاہر ہونے والے اختلافات.

حصہ 4: اس اعتراض کا جواب کہ بچے ایمان رکھنے کے قابل نہیں ہوتے، باب 17 تا 20 تک:

باب 17: بچوں کو بھی مسیح میں زندگی ملنی چاہیے.

باب 18: مسیح کے بچپن سے دلیل.

باب 19: اعتراض: بچے انجیل کی منادی کو سمجھ نہیں سکتے.

باب 20: اعتراض: بچے نہ توبہ کے قابل ہیں نہ ایمان کے.

حصہ 5: بپتسمہ پانے والے بچوں میں روح القدس کا کام، باب 21 تا 22 تک:

باب 21: بچہ بڑا ہو کر اپنے بپتسمہ کو سمجھتا ہے.

باب 22: یہ چیز بچوں کے لیے تسلی ہے، لہذا اُنہیں نشان (بپتسمہ) سے محروم نہیں کرنا چاہیے.

حصہ 6: ابتدائی کلیسیا میں بچوں کا بپتسمہ، باب 23 تا 24 تک:

باب 23: بالغوں کے لیے بیان کی گئی آیات کو بچوں پر بغیر وجہ لاگو نہ کیا جائے.

باب 24: ابراہام اور اسحاق، بالغوں اور بچوں کے فرق کی مثال ہیں.

حصہ 7: **جن آیات کو بچوں کے بپتسمہ کے خلاف پیش کیا جاتا ہے اُن کی وضاحت: جو بغیر بپتسمہ مر جائیں وہ سب ہلاک نہیں ہوتے، باب 25 تا 30 تک:**

باب 25: پانی اور روح سے نیا جنم.

باب 26: سب غیر بپتسمہ یافتہ لوگ ہلاک نہیں ہوتے.

باب 27: یسوع مسیح کے بپتسمہ سے متعلق الفاظ.

باب 28: مرقس 16:16 میں بچوں کا ذکر نہیں ملتا.

باب 29: یسوع کو بالغوں کے بپتسمہ کی مثال کے طور پر دِکھانا.

باب 30: بپتسمہ اور عِشائے ربانی.

حصہ 8: **سروِیٹس (Servetus) کے دلائل کے جوابات اور نتیجہ، باب 31 تا 32 تک:**

باب 31: سروِیٹس کے اعتراضات.

باب 32: ہمارے بچوں کی حفاظت کے لیے خدا کی شکرگزار

مصنف کا تعارف:

جان کیلون (1509–1564) ایک عظیم فرانسیسی مسیحی عالم اور اصلاحی پروٹسٹنٹ کلیسیا کے اہم ستونوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے اپنی پوری زندگی خدا کے کلام کی خدمت اور کلیسیا کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ کمزور صحت اور شدید مخالفت کے باوجود، اُس کی مسلسل محنت، دُعا اور علمی بصیرت نے جنیوا (Geneva) کو اصلاحی پروٹسٹنٹ ایمان کا مرکز بنایا اور پورے یورپ پر دیرپا اثر ڈالا۔

اُن کی شہرۂ آفاق تصنیف "مسیحی مذہب کی تعلیمات" (Institutes of the Christian Religion)، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی بار 1536ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب مسیحی عقائد کو آسان، منظم اور بائبلی انداز میں پیش کرنے کے لیے لکھی گئی تھی تاکہ ایماندار اپنے ایمان میں مضبوط رہیں اور کلیسیا کے ساتھ وفاداری اور اتحاد میں جڑے رہیں۔

وقت کے ساتھ یہ کتاب مزید وسعت پاتی گئی اور آج بھی اصلاحی پروٹسٹنٹ مسیحیت کی ایک بنیادی اور معتبر دستاویز کے طور پر سمجھی جاتی ہے، جو ایمان، فہم اور روحانی وفاداری کی روشن مثال پیش کرتی ہے۔

مترجم کی تمہید:

ابتدائی رسولی کلیسیا کے دور سے لے کر پرُوٹسٹنٹ کلیسائی اصلاح (Protestant Reformation) تک کلیسیا نے بہت سے نشیب و فراز دیکھے۔ عقائد میں اختلافات پیدا ہوئے، عملی زندگی میں کمزوریاں آئیں، ایمان کی خاطر بہت سی تکلیفوں اور مصیبتوں سے گزرنا پڑا اور بہت سوں نے تو سچائی کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دی۔ مگر اِن تمام حالات اور کلیسائی عقیدہ کے اختلافات کے باوجود ایک ایسا عقیدہ تھا جس پر تقریباً تمام ایمانداروں کا اتفاق قائم رہا، یعنی **"ایمانداروں کے بچوں کا بپتسمہ"** ۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں کچھ ایسے لوگ اُٹھے ہیں جنہوں نے انسانی باتوں اور سوچ کو خدا کے کلام پر فوقیت دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سادہ دل ایمانداروں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوئے اور اُنکے لیے خدا کے کلام کے وعدوں سے ملنے والا اطمینان دھندلا پڑ گیا۔ عہد کے بچوں کا بپتسمہ بھی اِنہی موضوعات میں سے ایک ہے جس پر آج بھی اعتراضات کیے جاتے ہیں، اور کچھ لوگ انسانی سوچ اور خیالات کی بنیاد پر خدا کے لوگوں کو شک و شبہ میں ڈال کر اُس کے کلام کی تسلی کو دُھندلانے کی کوشش کرتے ہے۔

میرا ماننا ہے کہ جو لوگ آج بھی ایمانداروں کے بچوں کے بپتسمہ کو رد کرتے ہیں، اُن میں سے اکثر ایسا اس لیے نہیں کرتے کہ وہ بائبل مقدس کو بہت گہرائی سے جانتے ہیں، بلکہ اس لیے کہ وہ بائبل مقدس کے خدا کو، اُس کے عہد کی وفاداری اور اُس کے وعدوں کی گہرائی سے بہت کم واقف ہیں۔ ہم اُس زندہ خدا کو مانتے ہیں جو عہد باندھتا ہے، وعدہ کرتا ہے، اور نسل در نسل اپنی وفاداری کو اپنے مقدس نام کی خاطر قائم رکھتا ہے، تاکہ اُس کی کلیسیا ابد تک قائم رہے۔

جان کیلون نے یہ کتاب اِسی یقین کے ساتھ لکھی، کہ خدا کے وعدے صرف ایک فرد تک محدود نہیں بلکہ اُس کے بعد اُس کی اولاد کے ساتھ بھی ہیں۔ جیسے خدا نے اپنے لوگوں سے عہد باندھا اور اُن کی نسلوں کو اپنے عہد کی برکت میں شامل کیا، ویسے ہی آج بھی اُس کے وعدے ہمارے اور ہمارے بچوں کے لیے ہیں۔

میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ اِس کتاب کو اپنی بائبل کے ساتھ ساتھ پڑھیں۔ ہر دلیل کو خدا کے کلام کی روشنی میں پرکھیں۔ دُعا کے ساتھ مطالعہ کریں، تاکہ آپ خود دیکھ سکیں کہ خدا کے وعدے آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی آنے والی نسل کے لیے—کتنے وسیع، کتنے گہرے، اور کتنے تسلی بخش ہیں۔

میری دُعا ہے کہ یہ کتاب نہ صرف آپ کے ذہن کو روشن کرے بلکہ آپ کے دل کو بھی اُس خدا کی وفاداری پر مضبوط کرے جو کبھی اپنے عہد سے مُنکر نہیں ہوتا۔

(یہ ترجمہ ہنرِی بیورِج (Henry Beveridge) کی انگریزی ترجمانی سے ماخوذ ہے، جو پہلی مرتبہ 1845ء میں شائع ہوئی تھی۔ نیز الٰہیاتی اصطلاحات کی بہتر تفہیم اور درست مفہوم کی ادائیگی کے لیے ابتدائی فرانسیسی ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔)

- سلیمان شہزاد

(بچوں کا بپتسمہ، اپنی علامتی اہمیت کے لحاظ سے ختنہ کے مطابق ہے اور ابراہام کے ساتھ کیے گئے عہد کے مطابق اس کی اجازت دی گئی ہے،باب 1 تا 6 تک)

1۔ بچوں کے بپتسمہ پر اعتراض:

چونکہ اس زمانے میں کچھ انتہا پسند لوگ مسیحی ایمانداروں کے بچوں کے بپتسمہ کے بارے میں کلیسیا میں بڑا ہنگامہ برپا کر چکے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں، اس لیے میں مجبور ہوں کہ اس موضوع پر بطورِ ضمیمہ کچھ باتیں بیان کروں تاکہ اُن کی شدت کو روکا جا سکے۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں اس موضوع پر ضرورت سے زیادہ تفصیل بیان کر رہا ہوں، تو وہ یاد رکھے کہ یہ نہایت اہم معاملہ ہے، اس لیے کلیسیا کی سلامتی اور پاکیزگی کے لیے ہمیں اس پر کسی بھی طرح کی ایسی بات پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے جو ان دونوں چیزوں کو مضبوط کرنے والی ہو۔ میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ اس بحث کو اس طرح ترتیب دوں کہ بپتسمہ کے موضوع کو مزید واضح کرنے میں مدد ملے۔

بچوں کے بپتسمہ کے خلاف جو دلیل دی جاتی ہے وہ بظاہر دلکش لگتی ہے، یعنی وہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کے حکم پر مبنی نہیں، بلکہ انسانی گمان اور غلط تجسس سے پیدا ہوا، اور پھر نادانی و جلدبازی کے سبب عملی طور پر قبول کر لیا گیا۔ حالانکہ کوئی بھی مقدس رسم (ساکرامنٹ) اُس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک وہ خدا کے کلام کی مضبوط بنیاد پر نہ ہو۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے اور ثابت ہو جائے کہ یہ الزام غلط اور ناحق طور پر خداوند کے مقدس حکم پر لگایا گیا ہے تو کیا ہوگا؟

پس سب سے پہلے ہمیں اس کی اصل حقیقت کو دیکھنا چاہیے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ صرف انسانی جلدبازی سے ایجاد ہوا ہے، تو ہمیں اِسے چھوڑ دینا چاہیے اور بپتسمہ کو صرف خداوند کی مرضی کے مطابق ادا کرنا چاہیے۔ لیکن اگر یہ

ثابت ہو جائے کہ یہ خدا کے پختہ اختیار سے خالی نہیں، تو ہمیں خبردار رہنا چاہیے کہ کہیں ہم خدا کی مقدس تعلیمات کو رد کر کے اُس خدا کی توہین نہ کر بیٹھیں۔

2۔ بپتسمہ کے مطلب کی وضاحت:

سب سے پہلے یہ کہ، یہ بات سب دیندار لوگوں کے درمیان مانی جاتی ہے کہ مقدس نشانیوں کو سمجھنے کے لیے صرف ظاہری رسموں کو دیکھنا کافی نہیں ہوتا۔ اصل بات خدا کے وعدوں اور اُن روحانی حقیقتوں پر ہے جن کی طرف یہ رسمیں اِشارہ کرتی ہیں۔ یہ ظاہری رسمیں دراصل روحانی باتوں کو ظاہر کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔ اس لیے جو شخص بپتسمہ کے اثر، مقصد اور اصل معنی کو صحیح طرح سمجھنا چاہتا ہے، وہ صرف پانی یا ظاہری عمل تک محدود نہ رہے، بلکہ اُن الٰہی وعدوں پر غور کرے جو اس میں ہمیں دیے جاتے ہیں، اور اُن باطنی حقیقتوں کو سمجھے جن کی اس میں نمائندگی کی گئی ہے۔ جو شخص اِن باتوں کو سمجھ لیتا ہے، وہ بپتسمہ کی اصل سچائی اور اِس کی پوری حقیقت تک پہنچ جاتا ہے، اور پھر وہ جان لیتا ہے کہ ظاہری طور پر پانی کا چھڑکاؤ (Sprinkling) کیوں کیا جاتا ہے اور اس کا کیا فائدہ ہے۔

اس کے برعکس جو شخص اِن روحانی باتوں کو نظر انداز کر کے صرف ظاہری رسم پر توجہ دیتا ہے، وہ نہ بپتسمہ کی قوت کو سمجھے گا، نہ اس کی صحیح نوعیت کو، اور نہ یہ جان پائے گا کہ پانی کے استعمال کا اصل مطلب اور مقصد کیا ہے۔ کلامِ مقدس میں اس کی تائید کے لیے بہت سی واضح آیات موجود ہیں، جنہیں یہاں تفصیل سے بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ پس اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ بپتسمہ کی اصل فطرت اور اثر کیا ہے، جیسا کہ اُس میں دیے گئے وعدوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

کلامِ مقدس بتاتا ہے کہ بپتسمہ سب سے پہلے اُس پاکیزگی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ہمیں مسیح کے خون سے گناہوں کی معافی کے ذریعے ملتی ہے۔ دوسرا، یہ جسمانی خواہشات کو مارنے کی طرف اشارہ کرتا ہے، یعنی مسیح کی موت میں شریک ہونے کے ذریعے، جس سے ایماندار نئی زندگی کے لیے دوبارہ پیدا ہوتے ہیں اور مسیح کی رفاقت میں شامل

ہوتے ہیں۔ کلامِ مقدس میں بپتسمہ کے بارے میں جو کچھ سکھایا گیا ہے، وہ اِنہی باتوں میں شامل ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہ بپتسمہ ایک نشان ہے جس کے ذریعے ہم لوگوں کے سامنے اپنے ایمان اور دین کا اقرار کرتے ہیں۔

3۔ بپتسمہ اور ختنہ:

بپتسمہ کے مقرر ہونے سے پہلے خدا کے لوگوں کے پاس اس کی جگہ ختنہ تھا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دونوں نشانیاں آپس میں کہاں مختلف ہیں اور کہاں ایک جیسی ہیں، تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان کے درمیان کیا تعلق ہے۔ جب خداوند نے ابراہام کو ختنہ کرنے کا حکم دیا (پیدائش 10:17)، تو اُس سے پہلے یہ وعدہ کیا کہ وہ اُس کا اور اُس کی نسل کا خدا ہوگا۔ خداوند نے یہ بھی فرمایا کہ وہ خود ہر چیز کے لیے کافی ہے اور ابراہام اُس پر ہر برکت کے سرچشمے کے طور پر بھروسا کر سکتا ہے۔ ان الفاظ میں ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ شامل ہے، جیسا کہ ہمارے نجات دہندہ نے اس آیت سے ثابت کیا کہ ایمانداروں کی قیامت اور ابدی زندگی ہے۔ اُس نے فرمایا کہ "خدا مُردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہے" (متی 32:22)۔ اسی طرح پولُس رسول اِفسیوں کو بتاتا ہے کہ وہ کس بڑی ہلاکت سے بچائے گئے، کیونکہ وہ پہلے ختنہ کے عہد میں شامل نہ تھے۔ اس لیے وہ وعدے کے عہد سے باہر، خدا کے بغیر اور اُمید کے بغیر تھے (افسیوں 12:2)۔ اس سب کا مطلب یہ ہے کہ ان سب چیزوں کو ختنہ کے عہد میں شامل کیا گیا تھا۔

اب خدا تک پہنچنے کا پہلا راستہ اور ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہونے کا پہلا دروازہ گناہوں کی معافی ہے۔ اس لیے یہ بات بپتسمہ میں دی گئی پاکیزگی کے وعدے کے مطابق ہے۔ اس کے بعد خداوند نے ابراہام سے عہد کیا کہ وہ اُس کے حضور سچائی اور دل کی پاکیزگی سے چلے۔ یہ بات نفس کو مارنے اور نئی زندگی پانے سے تعلق رکھتی ہے۔

اگر کسی کو شک ہو کہ ختنہ نفس کی اصلاح کی نشانی تھا، تو موسیٰ نے ایک اور جگہ اس کی وضاحت کی۔ اُس نے بنی اسرائیل کو کہا کہ وہ اپنے دل کا ختنہ کریں، کیونکہ خداوند نے اُنہیں سب قوموں میں سے اپنے لیے چُنا ہے۔ جس طرح خدا نے ابراہام کی نسل کو اپنے لوگوں کے طور پر چُن کر اُنہیں ختنہ کا حکم دیا، اور جیسے موسیٰ نے کہا کہ وہ دل کا ختنہ کریں، تاکہ ظاہر ہو کہ جسمانی ختنہ کس بات کی علامت ہے۔ تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ یہ کام اپنی طاقت سے کر سکتا ہے،

موسیٰ نے بتایا کہ یہ خدا کے فضل کا کام ہے۔ نبیوں نے بھی اس بات کو بار بار بیان کیا ہے، اس لیے یہاں سب حوالہ جات جمع کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس ختنہ میں باپ دادا کو جو روحانی وعدہ دیا گیا تھا، وہی وعدہ ہمیں بپتسمہ میں دیا گیا ہے۔ کیونکہ ختنہ بھی اُن کے لیے گناہوں کی معافی اور جسمانی خواہشات کو مارنے کی علامت تھا۔

اور جیسے میں نے بتایا کہ مسیح، جس میں یہ دونوں حقیقتیں پوری ہوتی ہیں، بپتسمہ کی بنیاد ہے، ویسے ہی وہ ختنہ کی بھی بنیاد ہے۔ کیونکہ مسیح کا وعدہ ابراہام سے کیا گیا تھا، اور اُسی میں سب قومیں برکت پاتی ہیں۔ اور اسی فضل کی مہر کے طور پر ختنہ کی نشانی دی گئی۔

4. فرق صرف ظاہری صورت میں ہے:

اب یہ سمجھنا مشکل نہیں رہا کہ یہ دونوں نشانیاں کہاں ایک جیسی ہیں اور کہاں مختلف ہیں۔ جس وعدے میں ان نشانیوں کی اصل طاقت ہے، وہ دونوں میں ایک ہی ہے، یعنی خدا کے پدرانہ فضل کا وعدہ، گناہوں کی معافی اور ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ۔ اور جس بات کی یہ نشانیاں علامت ہیں، وہ بھی ایک ہی ہے، یعنی نئی پیدائش۔

ان سب باتوں کی تکمیل کی بنیاد بھی دونوں میں ایک ہی ہے۔ اس لیے ان کے اندرونی مطلب میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ اصل طاقت اور خاصیت اسی اندرونی معنی سے سمجھی جاتی ہے۔ جو فرق باقی رہ جاتا ہے، وہ صرف ظاہری رسم کا فرق ہے، اور یہ اس کا سب سے کم اہم حصہ ہے۔ اصل بات وعدہ اور اُس حقیقت کی ہے جس کی یہ نشانی ہے۔ اس لیے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جو باتیں ختنہ پر لاگو ہوتی ہیں، وہی بپتسمہ پر بھی لاگو ہوتی ہیں، سوائے ظاہری رسم کے فرق کے۔ ہمیں اس موازنہ کی طرف رسول کے اُس اصول سے رہنمائی ملتی ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ کلامِ مقدس کی ہر تفسیر کو ایمان کے اصول کے مطابق ہونا چاہیے (رومیوں 12:3، 6)۔

حقیقت میں اس معاملہ میں سچائی کو تقریباً محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جیسے ختنہ یہودیوں کے لیے ایک نشان تھا جو اُنہیں یقین دلاتا تھا کہ وہ خدا کے چنے ہوئے لوگ اور اُس کے خاندان کا حصہ ہیں۔ یہ کلیسیا میں اُن کے داخل ہونے کا پہلا قدم تھا، اور وہ بھی اس کے ذریعے خدا کی فرمانبرداری کا اقرار کرتے تھے۔

اسی طرح اب ہم بپتسمہ کے ذریعے خدا کے لوگوں میں شامل کیے جاتے ہیں، اور اسی وقت اُس کے نام کی وفاداری کا عہد کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات بالکل واضح ہے کہ بپتسمہ نے ختنہ کی جگہ لے لی ہے اور ختنے ہی کا کام انجام دیتا ہے۔

5۔ بچے بھی عہد میں شریک ہیں:

اب اگر ہم یہ جانچنا چاہیں کہ کیا بچوں کو بپتسمہ دینا درست ہے یا نہیں، تو کیا ہم یہ نہیں کہیں گے کہ وہ شخص فضول بات کرتا ہے، بلکہ گویا عقل کھو بیٹھا ہے، جو صرف پانی اور ظاہری رسم تک محدود رہتا ہے اور اپنے ذہن کو اُس روحانی حقیقت تک نہیں لے جاتا؟

اگر ہم صحیح سمجھ سے کام لیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ بچوں کو بپتسمہ دینا درست ہے، کیونکہ یہ اُن کا حق ہے۔ خداوند نے قدیم زمانے میں بچوں کو ختنہ اس لیے نہیں دیا تھا کہ وہ صرف ایک ظاہری رسم ہو، بلکہ اس کے ذریعے وہ اُن سب باتوں میں شریک ہوتے تھے جن کی ختنہ علامت تھا۔ اگر خدا صرف ظاہری نشانی دے کر اپنے لوگوں کو مطمئن کر دیتا اور حقیقت میں کچھ نہ دیتا، تو یہ دھوکا ہوتا، اور ایسا خیال بھی قابلِ قبول نہیں۔ وہ صاف طور پر اعلان کرتا ہے کہ بچے کا ختنہ عہد کے وعدے کی مہر ہے۔ اگر یہ عہد آج بھی قائم اور مضبوط ہے، تو وہ پرانے عہد نامہ کے یہودیوں کے بچوں کی طرح آج کے مسیحیوں کے بچوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اب اگر بچے اُس حقیقت میں شریک ہیں جس کی نشانی دی جاتی ہے، تو پھر اُنہیں نشانی سے کیوں محروم کیا جائے؟ اگر وہ اصل نعمت پاتے ہیں، تو اُنہیں اُس کی علامت سے کیوں روکا جائے؟

مقدس رسم میں ظاہری نشانی خدا کے کلام کے ساتھ اس طرح جڑی ہوتی ہے کہ اُسے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگر فرض کریں کہ اُنہیں الگ کیا جا سکتا ہے، تو پھر دونوں میں زیادہ اہم کون ہے؟ یقیناً جب ہم دیکھتے ہیں کہ نشانی کلام کے تابع ہے، تو ہم کہیں گے کہ کلام کو برتری حاصل ہے اور نشانی اُس کے بعد آتی ہے۔ پس جب بپتسمہ کا کلام بچوں کے لیے بھی ہے، تو پھر ہم اُنہیں اُس کی نشانی سے کیوں محروم کریں جو کلام کے ساتھ جڑی ہوئی ہے؟ اگر اور کوئی دلیل نہ بھی ہو، تو یہی ایک دلیل تمام مخالفین کے اعتراضات رد کرنے کے لیے کافی ہے۔

یہ اعتراض کہ ختنہ کے لیے ایک مقرر دن تھا، محض بے بنیاد بات ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ ہم اب یہودیوں کی طرح کسی خاص دن کے پابند نہیں۔ لیکن جب خداوند خود فرماتا ہے کہ اگرچہ وہ کوئی خاص دن مقرر نہیں کرتا، پھر بھی وہ چاہتا ہے کہ بچوں کو باقاعدہ طور پر اپنے عہد میں شامل کیا جائے، تو ہمیں اس سے زیادہ اور کیا چاہیے؟

6۔ فرق صرف تصدیق کے طریقے میں ہے:

کلامِ مقدس ہمیں اس حقیقت کو اور بھی صاف طور پر سمجھاتا ہے۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ جو عہد خداوند نے ابراہام کے ساتھ باندھا تھا (پیدائش 14:17)، وہ آج کے مسیحیوں پر بھی اُسی طرح لاگو ہوتا ہے جیسے پہلے یہودیوں پر ہوتا تھا۔ اس لیے وہ وعدہ مسیحیوں کے لیے بھی اُتنا ہی ہے جتنا یہودیوں کے لیے تھا۔ جب تک ہم یہ نہ سمجھیں کہ مسیح کے آنے سے خدا باپ کی مہربانی کم یا محدود ہو گئی ہے — اور ایسا خیال کرنا سخت گستاخی ہے، ہمیں ماننا ہوگا کہ وہ عہد آج بھی قائم ہے۔ اسی وجہ سے یہودیوں کے بچے، کیونکہ وہ اس عہد کے وارث تھے اور غیر قوموں سے جدا کیے گئے تھے، "مقدس نسل" کہلائے (عزرا 2:9؛ یسعیاہ 13:6)۔ اور اسی طرح مسیحیوں کے بچے، خواہ اُن کے والدین میں سے صرف ایک ہی ایماندار ہو، "مقدس" کہلاتے ہیں۔ رسول کی گواہی کے مطابق وہ بت پرستوں کی ناپاک نسل سے مختلف ہیں (1 کرنتھیوں 14:7)۔

جب خداوند نے ابراہام کے ساتھ عہد باندھنے کے فوراً بعد حکم دیا کہ بچوں کو ظاہری نشان یعنی ختنہ کے ذریعے اُن پر مہر لگائی جائے (پیدائش 12:17)، تو پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آج مسیحی اپنے بچوں میں اس عہد کی تصدیق اور مہر نہ لگائیں؟

یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ خدا نے اپنے عہد کی تصدیق کے لیے صرف ختنہ کا نشان مقرر کیا تھا، اور وہ اب ختم ہو چکا ہے۔ اس کا آسان جواب یہ ہے کہ پرانے زمانے کے نظام کے مطابق ختنہ مقرر کیا گیا تھا۔ جب وہ رسم ختم ہوئی تو عہد کی تصدیق کی ضرورت ختم نہیں ہوئی، کیونکہ اس کی وجہ آج بھی باقی ہے، اور اس میں ہم اور یہودی برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم غور کریں کہ کون سی باتیں دونوں میں مشترک ہیں اور کون سی مختلف۔ عہد

مشترک ہے، اور اس کی تصدیق کی وجہ بھی مشترک ہے۔ فرق صرف تصدیق کے طریقے میں ہے۔ اُن کے پاس ختنہ تھا، اور اب ہماری جگہ بپتسمہ ہے۔

اگر وہ گواہی جس سے یہودیوں کو اپنی اولاد کی نجات کا یقین دلایا جاتا تھا ہم سے چھین لی جائے، تو پھر نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسیح کے آنے سے خدا کا فضل، جو پہلے یہودیوں کو دیا گیا تھا، اب ہم پر کم ظاہر اور کم کامل ہو گیا ہے۔ لیکن ایسا کہنا مسیح کی سخت بے ادبی ہوگی، کیونکہ اُسی کے ذریعے باپ کی بے حد مہربانی پہلے سے زیادہ روشن اور واضح طور پر دنیا پر ظاہر کی گئی ہے اور لوگوں کو سنائی گئی ہے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہ فضل اب پہلے کی نسبت زیادہ محدود یا کم واضح نہیں ہو سکتا، جیسا کہ شریعت کے زمانے میں پرچھائیوں (عکس) کے ذریعے ظاہر کیا جاتا تھا۔

(مسیح نے چھوٹے بچوں کو بلایا اور برکت دی؛ اس لیے ہمیں اُنہیں بپتسمہ کی نشانی اور اس کے فائدے سے محروم نہیں کرنا چاہیے، باب 7 تا 9 تک)

7۔ یسوع اور بچے:

اسی لیے ہمارے خداوند یسوع مسیح نے یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ وہ باپ کے فضل کو محدود کرنے نہیں بلکہ بڑھانے آیا ہے، چھوٹے بچوں کو محبت سے اپنی بانہوں میں لیا۔ جب شاگردوں نے اُنہیں روکنا چاہا تو اُس نے اُنہیں ڈانٹا (متی 13:19)، کیونکہ وہ اُن بچوں کو اُس کے پاس آنے سے روک رہے تھے جن کے لیے آسمان کی بادشاہی ہے، اور جن کے لیے آسمان تک رسائی صرف اُسی کے ذریعے ہے۔

لیکن کوئی پوچھ سکتا ہے کہ بپتسمہ اور یسوع کے بچوں کو گلے لگانے کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ لکھا ہے کہ اُس نے اُنہیں بپتسمہ نہیں دیا بلکہ صرف قبول کیا، گلے لگایا اور برکت دی۔ تو اگر ہم اُس کی مثال پر چلنا چاہتے ہیں تو ہمیں بچوں کے لیے دُعا کرنی چاہیے، نہ کہ اُنہیں بپتسمہ دینا چاہیے۔

لیکن ہمیں نجات دہندہ کے عمل کو زیادہ غور سے دیکھنا چاہیے۔ ہمیں اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ جب اُس نے حکم دیا کہ بچوں کو اُس کے پاس آنے دیا جائے، تو اس کی وجہ بھی بتائی: "ایسوں ہی کی آسمان کی بادشاہی ہے۔" پھر اُس نے اُنہیں گلے لگا کر، دُعا اور برکت دے کر اپنے باپ کے سپرد کیا۔ یہ اُس کی محبت کا عملی اظہار تھا۔

اگر بچوں کو مسیح کے پاس لانا درست ہے، تو پھر اُنہیں بپتسمہ کیوں نہ دیا جائے، جو مسیح کے ساتھ ہماری رفاقت اور تعلق کی نشانی ہے؟ اگر آسمان کی بادشاہی اُن کی ہے، تو پھر اُنہیں اُس نشانی سے کیوں محروم کیا جائے جو کلیسیا میں داخل ہونے کا دروازہ کھولتی ہے، تاکہ وہ آسمانی بادشاہی کے وارثوں میں شامل ہوں؟ اگر ہم اُنہیں دور کریں جنہیں مسیح خود بلاتا ہے، اُنہیں محروم کریں جنہیں وہ اپنے فضل سے نوازتا ہے، اور اُنہیں باہر رکھیں جنہیں وہ خود قبول کرتا ہے، تو یہ کتنی بڑی ناانصافی ہوگی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یسوع کے عمل اور بپتسمہ میں فرق ہے، تو ہمیں سوچنا چاہیے کہ کون سا زیادہ اہم ہے؟ بپتسمہ وہ نشان ہے جس سے ہم ظاہر کرتے ہیں کہ بچے خدا کے عہد میں شامل ہیں۔ جبکہ یسوع کا بچوں کو اُٹھانا، گلے لگانا، اُن پر ہاتھ رکھنا اور دُعا کرنا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ اُس کے ہیں اور اُس کے وسیلہ سے پاک ٹھہرائے گئے ہیں۔ مخالفین اس بات سے بچنے کے لیے عجیب دلیلیں دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یسوع نے فرمایا کہ "بچوں کو میرے پاس آنے دو" تو وہ شاید کئی سال کے ہوں گے اور خود چل کر آنے کے قابل ہوں گے۔ لیکن اناجیل میں جو یونانی الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اُن میں **βρέφη** (بریفی) سے مراد شیر خوار یا دودھ پیتے بچے ہیں، اور **παιδία** (پیدیّا) سے مراد کم عمر یا چھوٹے بچے ہیں۔ وہ اُن بچوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ابھی نہایت کم سن ہوں اور ماں کی گود میں پرورش پا رہے ہوں۔ مزید یہاں "آنے" کا مطلب صرف "قریب لایا جانا" ہے۔

ان لوگوں کی سچائی سے دشمنی دیکھو جو اپنی ضد میں کس طرح بے بنیاد چالاکیوں کا سہارا لیتے ہیں! اسی طرح ان کا یہ اعتراض بھی بے معنی ہے کہ آسمان کی بادشاہی بچوں کو نہیں بلکہ اُن جیسے لوگوں کو دی گئی ہے، کیونکہ کہا گیا ہے "ایسے ہی لوگوں کی" نہ کہ "بچوں کی"۔ اگر ایسا مان لیا جائے تو پھر مسیح نے یہ دلیل کیوں دی کہ وہ بچے اس کے بیگانے نہیں؟ جب وہ حکم دیتا ہے کہ چھوٹے بچوں کو میرے پاس آنے دو، تو اس سے زیادہ صاف اور کیا ہوگا کہ وہ

خود کمسنی کی حالت مراد لیتا ہے۔ تاکہ یہ بات بے معنی نہ لگے، وہ ساتھ ہی فرماتا ہے کہ "ایسے ہی لوگوں کی آسمان کی بادشاہی ہے۔" اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں خود بچے اور اُن جیسے سب لوگ مراد ہیں۔

8۔ بچوں کے بپتسمہ کے بارے میں کلامِ مقدس کی خاموشی:

اب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ بچوں کا بپتسمہ، جس کے حق میں کلامِ مقدس سے مضبوط دلیلیں ملتی ہیں، ہرگز انسانی ایجاد نہیں ہے۔

یہ اعتراض بھی قابلِ قبول نہیں کہ ہم کہیں بھی نہیں پڑھتے کہ رسولوں کے ہاتھوں کسی ایک بچے کو بھی بپتسمہ دیا گیا ہو۔ کیونکہ اگرچہ اناجیل میں یہ بات صاف الفاظ میں نہیں لکھی گئی، لیکن جب کسی پورے گھرانے کے بپتسمہ لینے کا ذکر آتا ہے (اعمال 16:15، 32)، تو بچوں کو اس میں شامل نہ ہونے کا ذکر بھی کہیں نہیں ہے۔ کوئی سمجھ دار شخص اس خاموشی سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ بچوں کو بپتسمہ نہیں دیا گیا۔ اگر اس طرح کی دلیلیں قابلِ قبول ہوں تو پھر اِسی بنیاد پر ہمیں عورتوں کو بھی عشائے ربانی سے روک دینا چاہیے، کیونکہ کہیں نہیں لکھا کہ رسولوں کے زمانے میں عورتوں کو اس میں شامل کیا گیا۔ لیکن یہاں ہم ایمان کے اصول پر مطمئن ہیں۔ کیونکہ جب ہم عشائے ربانی کی حقیقت اور مقصد پر غور کرتے ہیں، تو ہم آسانی سے سمجھ لیتے ہیں کہ یہ کن لوگوں کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

اسی طرح بپتسمہ کے بارے میں بھی ہم یہی دیکھتے ہیں۔ جب ہم اِس مقصد کو سمجھتے ہیں جس کے لیے بپتسمہ مقرر کیا گیا، تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف بڑوں کے لیے نہیں بلکہ بچوں کے لیے بھی ہے۔ اس لیے اُنہیں اس سے محروم کرنا خدا کے مقرر کیے ہوئے اِرادے کے خلاف صاف ناانصافی ہوگی۔ اور جو لوگ عام لوگوں میں یہ بات پھیلاتے ہیں کہ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد کئی سال تک بچوں کا بپتسمہ رائج نہیں تھا، وہ بالکل جھوٹ بولتے ہیں۔ کیونکہ کوئی بھی قدیم مصنف ایسا نہیں جس نے بپتسمہ کی رسم کی ابتدا کو رسولوں کے زمانے سے نہ جوڑا ہو۔

9۔ بچوں کے بپتسمہ کی برکت:

اب مختصراً یہ بھی بیان کرنا باقی ہے کہ بچوں کے بپتسمہ سے کیا فائدہ ہوتا ہے — اُن ایماندار والدین کو جو اپنے بچوں کو کلیسیا میں بپتسمہ دلانے کے لیے لاتے ہیں، اور خود اُن بچوں کو بھی جن پر یہ مقدس پانی ڈالا جاتا ہے، تاکہ کوئی اِس الٰہی رسم کو بے فائدہ یا غیر ضروری نہ سمجھے۔ کیونکہ جو شخص اس بہانے سے بپتسمہ کا مذاق اُڑائے گا، وہ ختنہ کے خدائی حکم کا بھی مذاق اُڑائے گا۔ جو دلیل ایک کے خلاف دی جا سکتی ہے، وہی دوسری کے خلاف بھی دی جا سکتی ہے۔ اس طرح خدا اُن لوگوں کے غرور کو ظاہر کرتا ہے جو اُن باتوں کو فوراً رد کر دیتے ہیں جنہیں اُن کی انسانی عقل پوری طرح سمجھ نہیں پاتی۔ لیکن خدا نے ہمیں ایسے اعتراضات کا جواب دینے کے لیے مضبوط دلیلیں دی ہیں۔ اُس کا مقدس حکم، جس سے ہمارے ایمان کو بڑی تسلی ملتی ہے، ہرگز غیر ضروری نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ جب یہ الٰہی نشان بچے کو دیا جاتا ہے، تو وہ گویا مہر کی طرح اُس وعدے کی تصدیق کرتا ہے جو دیندار والدین کو دیا گیا ہے۔ یہ اعلان کرتا ہے کہ خدا نہ صرف اُس شخص کا بلکہ اُس کی اولاد کا بھی خدا ہوگا؛ وہ نہ صرف اُس پر بلکہ اُس کی نسل پر بھی ہزار پشتوں تک اپنا فضل اور مہربانی ظاہر کرے گا۔

جب خدا کی بے حد نیکی اس طرح ظاہر ہوتی ہے، تو سب سے پہلے یہ اُس کے جلال کو بیان کرنے کا بڑا موقع دیتی ہے، اور ایماندار دلوں کو خاص خوشی سے بھر دیتی ہے۔ وہ اور زیادہ اپنے مہربان آسمانی باپ سے محبت کرنے لگتے ہیں، کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ خدا اُن کی خاطر اُن کی اولاد کا بھی خیال رکھتا ہے۔

میں اس اعتراض سے متاثر نہیں ہوتا کہ بچوں کی نجات کے لیے صرف وعدہ ہی کافی ہونا چاہیے۔ خدا نے ایسا نہیں چاہا، کیونکہ وہ ہماری کمزوری کو جانتا ہے اور اُس نے مہربانی کر کے ہماری کمزوری کا خیال رکھا ہے۔ پس جو لوگ اپنے بچوں کے لیے خدا کے رحم کے وعدے پر ایمان رکھتے ہیں، اُنہیں چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو کلیسیا میں پیش کریں تاکہ وہ رحم کی نشانی سے مہر کیے جائیں، اور جب وہ اپنی آنکھوں سے اپنے بچوں کے جسموں پر خدا کے عہد کی مہر دیکھیں تو اُن کا اعتماد اور زیادہ مضبوط ہو۔ دوسری طرف، بچوں کو بھی اپنے بپتسمہ سے فائدہ ہوتا ہے۔ جب وہ کلیسیا کے بدن

میں پیوند کیے جاتے ہیں تو دوسرے ایماندار اُن میں خاص دلچسپی لیتے ہیں۔ پھر جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو اُنہیں اس بات کی مضبوط ترغیب ملتی ہے کہ وہ خدا کی خدمت کریں، کیونکہ خدا نے اُنہیں اُس وقت اپنا بیٹا قرار دیا جب وہ اپنی کم عمری کی وجہ سے اُسے پہچان بھی نہیں سکتے تھے۔

آخر میں، ہمیں اُس تنبیہ سے ڈرنا چاہیے جس میں خدا فرماتا ہے کہ جو شخص اپنے بچے پر عہد کی نشانی نہ لگائے گا اُس سے بدلہ لیا جائے گا (پیدائش 15:17)۔ کیونکہ ایسا کرنا دراصل پیش کیے گئے فضل کو رد کرنا اور گویا اُس سے انکار کرنا ہے۔

(اناپٹسٹس (Anabaptists) کے اِس اعتراض کا جواب کہ بپتسمہ کا ختنہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، باب 10 تا 16 تک)

10۔ غلط فرق کو بیان کرنا:

اب ہم اُن دلائل پر بات کرے گے جن کے ذریعے کچھ شدت پسند اور ضدی لوگ خدا کے اس مقدس حکم پر حملہ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے، جب وہ بپتسمہ اور ختنہ کے درمیان مشابہت سے بہت زیادہ دباؤ محسوس کرتے ہیں، تو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اِن دونوں نشانات میں زمین آسمان کا فرق ہے، اور اِن کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ جب وہ اس دعوے کو ثابت کرنے پر آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جن باتوں کی یہ نشانیاں علامت ہیں وہ مختلف ہیں، عہد بالکل مختلف ہے، اور "بچوں" سے مراد بھی دونوں جگہ الگ لوگ ہیں۔ جب وہ اپنی دلیل پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ختنہ نفس کو مارنے کی علامت تھا، بپتسمہ کی نہیں۔ ہم اس بات کو خوشی سے مانتے ہیں، کیونکہ یہی بات ہمارے مؤقف کو مضبوط کرتی ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ختنہ اور بپتسمہ دونوں نفس کو مارنے کی نشانیاں ہیں۔ اسی لیے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ ایک نے دوسرے کی جگہ لے لی ہے، اور بپتسمہ ہمارے لیے وہی چیز ظاہر کرتا ہے جو ختنہ یہودیوں کے لیے ظاہر کرتا تھا۔

جب وہ یہ کہتے ہیں کہ عہد مختلف ہے، تو کس قدر بے رحمی اور جاہلانہ دلیری سے وہ کلام کو بگاڑتے اور تباہ کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف ایک آیت بلکہ بہت سی آیات کو اس طرح توڑ مروڑ دیتے ہیں کہ کوئی بھی آیت محفوظ نہیں رہتی۔ وہ یہودیوں کو اس قدر جسمانی اور دنیاوی ظاہر کرتے ہیں گویا وہ انسانوں سے زیادہ جانور ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ جو عہد کیا گیا وہ صرف عارضی زندگی تک محدود تھا، اور اُن سے کیے گئے وعدے صرف دنیاوی اور جسمانی برکتوں تک تھے۔ اگر اس عقیدے کو مان لیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہودی قوم کو کچھ وقت کے لیے خدا کی نعمتوں سے بھر دیا گیا، جیسے جانوروں کو باڑے میں کھلا کر موٹا کیا جاتا ہے، اور پھر آخر کار ہمیشہ کے لیے ہلاک کر دیا گیا۔ جب بھی ہم ختنہ اور اُس سے جڑے وعدوں کا ذکر کرتے ہیں، تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ختنہ صرف ایک ظاہری نشان تھا اور اُس کے وعدے بھی صرف دنیاوی تھے۔

11۔ وعدے روحانی تھے:

یقیناً اگر ختنہ کو صرف ایک ظاہری اور جسمانی نشان کہا جائے، تو پھر بپتسمہ کے بارے میں بھی یہی کہنا پڑے گا۔ کیونکہ کُلسیوں کے دوسرے باب میں پولس رسول نے دونوں میں کوئی زیادہ روحانی فرق نہیں بتایا۔ وہ کہتا ہے کہ "مسیح میں تُمہارا اَیسا خَتنہ ہُؤا جو ہاتھ سے نہیں ہوتا یعنی مسِیح کا خَتنہ جِس سے جِسمانی بدن اُتارا جاتا ہے۔" (کلسیوں 11:2)۔ پھر وہ فوراً وضاحت کرتا ہے کہ ہم "بپتسمہ میں اُسی کے ساتھ دفن ہوئے" (کلسیوں 12:2)۔ اِن الفاظ کا مطلب کیا ہے؟ یہی کہ بپتسمہ کی حقیقت اور تکمیل وہی ہے جو ختنہ کی حقیقت اور تکمیل تھی، کیونکہ دونوں ایک ہی بات کو ظاہر کرتے ہیں۔ پولس کا مقصد یہ دِکھانا ہے کہ جو حیثیت پہلے یہودیوں کے لیے ختنہ کی تھی، وہی اب مسیحیوں کے لیے بپتسمہ کی ہے۔

چونکہ ہم پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ دونوں نشانیوں کے وعدے اور ان میں ظاہر کی گئی روحانی حقیقتیں ایک جیسی ہیں، اس لیے ہم اس بات کو مزید لمبا نہیں کریں گے۔ میں صرف ایمانداروں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ خود سوچیں کہ کیا ایسی نشانی کو محض دنیاوی اور ظاہری کہا جا سکتا ہے جس کے اندر کوئی آسمانی یا روحانی حقیقت نہ ہو؟

لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اپنی الجھی ہوئی باتوں سے سادہ لوگوں کو دھوکہ دیں، اس لیے ہم مختصر طور پر اُن کے ایک اور اعتراض کا جواب دیتے ہیں، جس کے ذریعے وہ اپنے اس غلط دعوے کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات بالکل یقینی ہے کہ جو ابتدائی وعدے خدا نے پرانے زمانے (عہد) میں بنی اسرائیل کے ساتھ عہد کرتے وقت کیے تھے، وہ روحانی تھے اور ہمیشہ کی زندگی سے تعلق رکھتے تھے۔ باپ دادا نے بھی اُنہیں روحانی طور پر قبول کیا، تاکہ وہ اُن کے ذریعے ابدی زندگی کی پکی اُمید رکھیں اور دل و جان سے اُس کی خواہش کریں۔ اس کے ساتھ ہم یہ انکار نہیں کرتے کہ خدا نے اُن پر دنیاوی اور زمینی برکتوں کے ذریعے بھی اپنی مہربانی ظاہر کی۔ لیکن ہمارا ماننا ہے کہ ان دنیاوی برکتوں کے ذریعے روحانی وعدوں کی اُمید کو مضبوط کیا گیا۔ مثال کے طور پر، جب خدا نے اپنے بندے ابراہام کے ساتھ ابدی برکت کا وعدہ کیا، تو اُس کی آنکھوں کے سامنے اپنی مہربانی کی ایک واضح نشانی رکھنے کے لیے اُسے کنعان کی زمین دینے کا وعدہ بھی کیا (پیدائش 15:1، 18)۔ اسی طرح بنی اسرائیل کو دیے گئے تمام زمینی وعدوں کو بھی ہمیں اسی انداز میں سمجھنا چاہیے۔ اصل اور اہم وعدہ روحانی تھا، اور باقی سب وعدے اُسی کے تابع اور اُس کی طرف اشارہ کرنے والے تھے۔ میں اس موضوع پر پرانے اور نئے عہد کے فرق کو بیان کرتے ہوئے پہلے تفصیل سے بات کر چکا ہوں، اس لیے یہاں صرف مختصر اشارہ کر رہا ہوں۔

12۔ جسمانی اور روحانی بچپن:

"بچوں" کے لقب کے بارے میں وہ لوگ یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ پُرانے عہد نامے میں ابراہام کے بچے وہ تھے جو اُس کی نسل سے تھے، لیکن اب یہ نام اُن لوگوں کو دیا جاتا ہے جو اُس کے ایمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ جسمانی بچے، جو ختنہ کے ذریعے عہد میں شامل کیے جاتے تھے، دراصل نئے عہد کے اُن روحانی بچوں کی علامت تھے جو خدا کے کلام کے وسیلہ سے نئی زندگی پاتے ہیں۔

اِن باتوں میں ہمیں تھوڑی سی سچائی کی جھلک ضرور ملتی ہے، لیکن یہ لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں۔ وہ جو بات پہلے ہاتھ لگتی ہے اُسی کو پکڑ لیتے ہیں، حالانکہ اُنہیں چاہیے کہ مزید غور کریں اور مختلف باتوں کو آپس میں ملا کر دیکھیں۔ مگر وہ ضد

سے ایک ہی لفظ پر جم جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ بار بار دھوکہ کھاتے ہیں، کیونکہ وہ کسی بھی موضوع کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ ہم مانتے ہیں کہ ایک وقت کے لیے ابراہام کی جسمانی نسل نے اُس روحانی نسل کی جگہ لی تھی جو ایمان کے ذریعے اُس میں شامل ہوتی ہے (گلتیوں 28:4؛ رومیوں 12:4)۔ ہم بھی ابراہام کے بیٹے کہلاتے ہیں، حالانکہ ہمارا اُس سے جسمانی تعلق نہیں۔ لیکن اگر وہ یہ کہنا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ ظاہر بھی کرتے ہیں کہ روحانی وعدہ کبھی بھی ابراہام کی جسمانی نسل سے نہیں کیا گیا تھا، تو وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ اس لیے ہمیں اس مسئلے کو بہتر انداز میں سمجھنا چاہیے، جیسا کہ کلامِ مقدس ہمیں صحیح رہنمائی دیتا ہے۔ خداوند نے ابراہام سے وعدہ کیا کہ اُس کی نسل میں زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی، اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وہ اُس کا اور اُس کی نسل کا خدا ہوگا (پیدائش 7:17)۔

جو لوگ ایمان سے مسیح کو قبول کرتے ہیں، جو اس برکت کا ذریعہ ہے، وہ اسی وعدے کے وارث ہیں، اور اسی لیے وہ ابراہام کی اولاد کہلاتے ہیں۔

13۔ ابراہام سب ایمانداروں کا باپ ہے:

اگرچہ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد خدا کی بادشاہی کی سرحدیں وسیع ہو کر سب قوموں تک پھیل گئیں، تاکہ مسیح کے فرمان کے مطابق لوگ دنیا کے چاروں طرف سے جمع ہو کر آسمان کی بادشاہی میں ابراہام، اسحاق اور یعقوب کے ساتھ بیٹھیں (متی 11:8)، پھر بھی اس سے پہلے کئی صدیوں تک یہودی اس بڑی رحمت سے فائدہ اُٹھاتے رہے تھے۔ خدا نے دوسری قوموں کو چھوڑ کر اُنہیں کچھ وقت کے لیے اپنے فضل کا امین بنایا، اور اُنہیں اپنی خاص اور خریدی ہوئی قوم کہا (خروج 5:19؛ 16:15)۔ اس مہربانی کی تصدیق کے لیے اُس نے ختنہ مقرر کیا۔ اس نشان کے ذریعے یہودیوں کو سکھایا گیا کہ خدا اُن کی حفاظت کرتا ہے، اور اسی کے ذریعے وہ ہمیشہ کی زندگی کی اُمید پر قائم رہتے تھے۔ کیونکہ جس شخص کو خدا اپنی حفاظت میں لے لے، اُسے اور کیا کمی ہو سکتی ہے؟

اسی لیے پولُس رسول یہ ثابت کرنے کے لیے کہ غیر قومیں بھی یہودیوں کی طرح ابراہام کی اولاد ہیں، یوں کہتا ہے: "ابراہام کے لیے ایمان راستبازی ٹھہرا"۔ پھر وہ پوچھتا ہے کہ یہ کب ٹھہرا؟ جب وہ مختون تھا یا نامختون؟ وہ کہتا ہے کہ ختنہ کی حالت میں نہیں بلکہ نامختونی کی حالت میں۔ اور اُس نے ختنہ کا نشان پایا، جو اُس ایمان کی راستبازی کی مہر تھا جو اُسے ختنہ سے پہلے حاصل ہوئی تھی، تاکہ وہ اُن سب کا باپ ہو جو ایمان لاتے ہیں، چاہے وہ مختون نہ بھی ہوں، اور اُن کے لیے بھی راستبازی ٹھہرائی جائے۔ اور وہ اُن کا بھی باپ ہے جو صرف ختنہ والے نہیں بلکہ اُس ایمان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں جو ہمارے باپ ابراہام کو ختنہ سے پہلے حاصل تھا (رومیوں 4:9-12)۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ دونوں کو برابر درجہ دیا گیا ہے؟ خدا کے مقرر وقت تک ابراہام ختنہ والوں کا باپ تھا۔ لیکن جب، جیسا کہ پولُس رسول نے دوسری جگہ لکھا ہے (افسیوں 2:14)، وہ دیوار جو یہودیوں اور غیر قوموں کے درمیان تھی گرا دی گئی، تو غیر قوموں کو بھی خدا کی بادشاہی میں داخل ہونے کا راستہ مل گیا۔ یوں ابراہام اُن کا بھی باپ بن گیا، اگرچہ اُن کے پاس ختنہ کا نشان نہیں تھا، کیونکہ اُس کی جگہ بپتسمہ نے لے لی۔

جب پولُس صاف کہتا ہے کہ ابراہام صرف ختنہ والوں کا باپ نہیں، تو اُس کا مقصد اُن لوگوں کے غرور کو رُوکنا تھا جو دینداری کو چھوڑ کر صرف ظاہری رسموں پر فخر کرتے تھے۔ اسی طرح آج بھی ہم اُن لوگوں کی غلط فہمی کو رد کرتے ہیں جو بپتسمہ میں صرف پانی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور اُس کی روحانی حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں۔

14۔ یہودیوں کے ساتھ عہد منسوخ نہیں ہوا:

اس کے جواب میں رومیوں کے خط کی ایک آیت پیش کی جاتی ہے، جہاں پولُس رسول کہتا ہے کہ جو لوگ صرف جسم کے لحاظ سے ابراہام کی اولاد ہیں وہ اصل اولاد نہیں، بلکہ وعدے کے بچے ہی حقیقی نسل گنے جاتے ہیں (رومیوں 9:7)۔ اس سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ ابراہام سے جسمانی تعلق کی کوئی اہمیت نہیں۔ لیکن ہمیں غور سے دیکھنا چاہیے کہ پولُس رسول وہاں کس موضوع پر بات کر رہا ہے۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ یہودیوں کو دکھائے کہ خدا کی بھلائی صرف ابراہام کی جسمانی نسل تک محدود نہیں، اور نہ ہی صرف نسل ہونا اپنے آپ میں کوئی خاص فائدہ دیتا ہے۔

اس بات کو ثابت کرنے کے لیے وہ اسماعیل اور عیسو کی مثال دیتا ہے (رومیوں 9:6-13)۔ حالانکہ وہ جسمانی طور پر ابراہام کی اولاد تھے، پھر بھی وہ رد کر دیے گئے، گویا وہ اجنبی ہوں۔ جبکہ برکت اسحاق اور یعقوب میں قائم رہی۔ اس سے پولُس رسول یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ نجات خدا کی اُس رحمت پر منحصر ہے جو وہ جس پر چاہے کرتا ہے (رومیوں 9:15-16)۔ اس لیے یہودیوں کو صرف عہد کے نام پر فخر کرنے کا حق نہیں، جب تک وہ عہد کی شریعت یعنی خدا کے کلام کی فرمانبرداری نہ کریں۔

لیکن دوسری طرف، جب پولُس اُن کے نسب پر فخر کو رد کرتا ہے، تو وہ یہ بھی جانتا ہے کہ خدا کا عہد جو ابراہام کی نسل سے کیا گیا تھا وہ بے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وہ مانتا ہے کہ ابراہام سے جسمانی تعلق کی ایک عزت اور مقام ہے۔ اسی وجہ سے یہودی خوشخبری کے اصل اور پہلے وارث تھے، سوائے اس کے کہ اُن کی ناشکری کی وجہ سے وہ نا اہل ٹھہرائے گئے۔ پھر بھی وہ اس طرح رد نہیں کیے گئے کہ اُن کی قوم آسمانی برکت سے بالکل محروم ہو جائے۔ اسی لیے، اگرچہ وہ عہد کو توڑنے والے تھے، پولُس پھر بھی اُنہیں "مقدس" کہتا ہے، کیونکہ خدا نے اُن کی نسل کو اپنے مقدس عہد سے عزت بخشی تھی۔ اور ہم، اُن کے مقابلے میں، گویا بعد میں پیدا ہونے والے یا گود لیے گئے بچے ہیں — فطری طور پر نہیں بلکہ اختیار کیے جانے کے ذریعے جیسے کسی درخت کی ایک شاخ کو توڑ کر دوسرے درخت میں پیوند کیا جائے۔ اس لیے ضروری تھا کہ خوشخبری سب سے پہلے اُنہیں سنائی جائے، تاکہ وہ اپنے حق سے محروم نہ ہوں۔ وہ خدا کے خاندان میں گویا پہلوٹھے بیٹے کی مانند ہیں۔ جب تک وہ خود اس پیشکش کو رد نہ کریں اور اپنی ناشکری سے اسے غیر قوموں کی طرف منتقل نہ کر دیں، تب تک اُنہیں یہ عزت دی جانی چاہیے۔

اور اگرچہ وہ بڑی ضد کے ساتھ انجیل کی خوشخبری کے خلاف لڑتے رہیں، پھر بھی ہمیں اُنہیں حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ وعدے کے لحاظ سے خدا کی برکت اب بھی اُن میں موجود ہے، اور جیسا کہ رسول کہتا ہے، وہ کبھی پوری طرح ختم نہیں ہوگی، کیونکہ "خُدا کی نِعمتیں اور بُلاوا بے تبدِیل ہے"۔ (رومیوں 11:29)۔

15۔ وعدہ حقیقی طور پر پورا کیا جائے گا، تمثیل کے طور پر نہیں:

ابراہام کی نسل کو دیا گیا وعدہ بہت قیمتی ہے، اور اِسی معیار پر اس کو تولنا چاہیے۔ اس لیے، اگرچہ ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خدا کی طرف سے اولاد خدا کی پہچان میں اور اجنبیوں سے الگ کرنے میں اُس کی مرضی بالکل آزاد ہے، پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے خاص طور پر ابراہام کی نسل کو اپنی رحمت میں شامل کیا، اور اس رحمت کی تصدیق کے لیے اُس نے ختنے کے ذریعے علامت کے طور پر مہر لگا دی۔

مسیحی کلیسیا کا معاملہ بھی بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ پولُس کہتا ہے کہ یہودی اپنے والدین کے ذریعے مقدس قرار پاتے ہیں، ویسے ہی وہ ایک اور جگہ پر لکھتا ہے کہ مسیحیوں کے بچے بھی اپنے والدین کے سبب سے پاک ٹھہرتے ہیں (1 کرنتھیوں 14:7)۔ اس لیے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ جو لوگ ناپاک ہیں، وہ مناسب طور پر دوسروں سے الگ کیے جائیں (1 کرنتھیوں 15:7)۔ اب کون شک کر سکتا ہے کہ یہ لوگ غلط ہیں جب کہتے ہیں کہ پہلے جو بچے ختنہ کیے گئے تھے وہ صرف روحانی طفولیت کی تمثیل تھے، جو خدا کے کلام کے ذریعے پیدا ہوتی ہے؟ جب پولُس کہتا ہے کہ "مسیح خُدا کی سچّائی ثابِت کرنے کے لِئے مختُونوں کا خادِم بنا تاکہ اُن وعدوں کو پُورا کرے جو باپ دادا سے کِئے گئے تھے۔" (رومیوں 8:15)، وہ فلسفہ نہیں کر رہا کہ جیسے کہا ہو کہ چونکہ ابراہام کے ساتھ کیا گیا عہد اُس کی نسل کے لیے ہے، اس لیے مسیح یہودی قوم کی نجات کے لیے آیا۔ یہ بات یہ بتاتی ہے کہ مسیح کے بعد، خدا کا وعدہ ابراہام کی نسل پر حقیقی طور پر پورا کیا جائے گا، تمثیل کے طور پر نہیں، جیسا کہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ یہی بات پطرس نے یہودیوں سے کہی: "وعدہ تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے ہے" (اعمال 39:2)۔ اگلے ابواب میں وہ اُنہیں عہد کی اولاد کہتا ہے، یعنی وارث۔ اسی طرح پولُس کہیں اور کہتا ہے کہ بچوں پر کیا گیا ختنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ مسیح کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں (افسیوں 2:11-13)۔

اگر ہم ان لوگوں کی بے وقوفیوں پر دھیان دیں، تو خدا کے اُس وعدے کا کیا ہوگا، جس میں اُس نے اپنی شریعت کے دوسرے حکم میں کہا کہ وہ اپنے بندوں کی نسل پر ہزار نسلوں تک رحمت کرے گا (خروج 6:20)؟ کیا ہم اسے تمثیل

سمجھیں؟ یہ سراسر بے معنی ہوگا۔ کیا ہم یہ کہیں کہ یہ منسوخ ہو گیا؟ اس طرح تو ہم اُس شریعت ہی کو ختم کر دیں گے جسے مسیح مٹانے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا تھا (متی 17:5)، کیونکہ وہ تو ہمارے ہمیشہ کے فائدے کے لیے ہے۔

لہٰذا یہ بلا شک و شبہ واضح ہے کہ خدا اپنی قوم پر اتنا مہربان اور سخی ہے کہ وہ اپنی رحمت کی علامت کے طور پر اُن کے بچوں کو بھی اپنے وعدوں میں شامل کرتا ہے۔

16۔ بپتسمہ اور ختنہ کے درمیان مزید ظاہر ہونے والے اختلافات:

جو فرق یہ لوگ بپتسمہ اور ختنہ کے درمیان دِکھانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ نہ صرف مضحکہ خیز اور عقل سے خالی ہیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ بھی متصادم ہیں۔ کیونکہ جب وہ کہتے ہیں کہ بپتسمہ روحانی جدوجہد کے پہلے دن کی نمائندگی کرتا ہے اور ختنہ آٹھویں دن کے لیے ہے، اور موت کی تعلیم پہلے ہی مکمل ہو چکی ہے، تو وہ فوراً اس فرق کو بھول جاتے ہیں اور اپنی بات بدل دیتے ہیں، اور ختنہ کو جسم کی موت کی نمائندگی، جبکہ بپتسمہ کو اُس دفن کی علامت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو صرف اُن لوگوں کے لیے ہے جو پہلے ہی مردہ ہیں۔

یہ الجھنیں اور تضادات بس بے قابو خوابوں کی طرح ہیں۔ پہلے نقطہ نظر کے مطابق، بپتسمہ ختنہ سے پہلے ہونا چاہیے، جبکہ دوسرے نقطہ نظر کے مطابق، یہ اس کے بعد ہونا چاہیے۔ یہ پہلی بار نہیں کہ ہم نے انسانوں کے ذہن کو یہ دیکھتے ہوئے بھٹکتا دیکھا ہے کہ وہ اپنے خوابوں کو خدا کے ناقابلِ خطا کلام کی جگہ پر لاتے ہوں۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ ان کا پہلا فرق محض خیالی ہے۔ اگر ہم آٹھویں دن کی تمثیل بنانا چاہیں، تو یہ اُن کے طریقے کے مطابق درست نہیں ہوگی۔ ابتدائی مسیحیوں کے لیے بہتر یہ تھا کہ وہ نمبر آٹھ کو قیامت (مسیح کے جی اُٹھنے سے) سے جوڑیں، جو آٹھویں دن ہوئی، اور جس پر ہم جانتے ہیں کہ نئی زندگی کی بنیاد ہے، یا پھر موجودہ زندگی کے پورے دور سے، جس کے دوران موت کی تعلیم جاری رہنی چاہیے، اور جو صرف زندگی کے اختتام پر ختم ہوتی ہے۔ البتہ یہ بھی لگتا ہے کہ خدا نے نوزائیدہ بچوں کی نرمی اور حفاظت کے لیے ختنہ کو آٹھویں دن تک موخر رکھا، کیونکہ پیدائش کے فوراً بعد زخم زیادہ خطرناک ہوتا۔

کتنا زیادہ معقول ہے کلامِ الٰہی کی یہ بات کہ ہم، جب پہلے ہی مردہ ہیں، تو بپتسمہ کے ذریعے دفن کیے جاتے ہیں (رومیوں 4:6)؛ کیونکہ یہ واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ ہم موت میں دفن کیے جاتے ہیں تاکہ ہم مکمل طور پر مر جائیں، اور اس کے بعد موت کی تعلیم کی طرف بڑھیں۔

اسی طرح اُن کا یہ اعتراض بھی بے ہودہ ہے کہ اگر بپتسمہ ختنہ کے مطابق ہونا چاہیے، تو خواتین کو بپتسمہ نہیں دینا چاہیے۔ لیکن اگر یہ بات بالکل یقینی ہے کہ اسرائیل کی نسل کی تقدیس ختنہ کے نشان سے ثابت ہوتی تھی، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مَردوں اور عورتوں دونوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ رسم صرف مَردوں پر ادا کی جاتی تھی، پھر بھی عورتیں اس کے ذریعے شریک اور شامل تھیں۔

لہٰذا، اِن سب چھوٹے فَرقوں کو چھوڑ کر، ہمیں بپتسمہ اور ختنہ کے درمیان مکمل مماثلت پر توجہ دینی چاہیے، جیسا کہ اندرونی مقصد، وعدہ، استعمال، اور اثرات میں ظاہر ہوتا ہے۔

(اس اعتراض کا جواب کہ بچے ایمان رکھنے کے قابل نہیں ہوتے، باب 17 تا 20 تک)

17۔ بچوں کو بھی مسیح میں زندگی ملنی چاہیے:

وہ سمجھتے ہیں کہ بچوں کو بپتسمہ نہ دینے کی سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ کم عمری کی وجہ سے وہ اس بھید کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوتے جس پر بپتسمہ میں مہر لگائی جاتی ہے، یعنی روحانی نئی پیدائش، اور یہ بات ابتدائی بچپن پر لاگو نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب تک بچے دوسری پیدائش کو قبول کرنے کے قابل عمر کو نہ پہنچ جائیں، تب تک اُنہیں صرف آدم کے بیٹے ہی سمجھا جانا چاہیے۔ لیکن یہ سب باتیں خدا کی سچائی کے بالکل خلاف ہیں۔ کیونکہ اگر اُنہیں آدم کے بیٹے شمار کیا جائے تو وہ موت میں پڑے رہتے ہیں، اس لیے کہ آدم میں ہم کچھ نہیں کر سکتے سوائے مرنے کے (رومیوں 12:5)۔ اس کے برعکس، مسیح حکم دیتا ہے کہ بچوں کو میرے پاس آنے دو (متی 14:19)۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہی زندگی ہے۔ لہٰذا وہ اُنہیں زندہ کرنے کے لیے اپنے ساتھ شریک کرتا ہے، جبکہ یہ لوگ اُنہیں مسیح سے دور کرنا اور موت کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔

اگر یہ لوگ یہ دعویٰ کریں کہ بچے، جب اُنہیں آدم کے بیٹے سمجھا جاتا ہے، تو ہلاک نہیں ہوتے، تو اس کی تردید کلامِ مقدس کی گواہی سے ہو جاتی ہے (1 کرنتھیوں 22:15)۔ کیونکہ جب یہ کہا گیا ہے کہ آدم میں سب مرتے ہیں، تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کے سوا زندگی کی کوئی اُمید نہیں۔ پس اگر ہمیں زندگی کے وارث بننا ہے تو ہمارا مسیح کے ساتھ شریک ہونا ضروری ہے۔

پھر چونکہ کہیں اور یہ لکھا ہے کہ ہم سب فطرتاً غضب کے فرزند ہیں (افسیوں 3:2)، اور گناہ میں پیدا ہوئے ہیں (زبور 5:51)، اور اس وجہ سے سزا کے حقدار ہیں، اس لیے جب تک ہماری فطرت بدل نہ جائے ہمیں خدا کی بادشاہی میں داخلہ نہیں مل سکتا۔ اس سے زیادہ واضح بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ " خون اور گوشت خدا کی بادشاہی کے وارث نہیں ہو سکتے" (1 کرنتھیوں 50:15)؟ لہٰذا جو کچھ ہمارا اپنا ہے اُسے مٹ جانا چاہیے (اور یہ نئی پیدائش کے بغیر ممکن نہیں)، تب ہی ہم بادشاہی کے وارث بن سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اگر مسیح سچ کہتا ہے کہ وہی زندگی ہے (یوحنا 25:11؛ 6:14)، تو ہمیں لازماً اُس میں پیوست ہونا ہوگا تاکہ ہم موت کی غلامی سے آزاد ہوں۔

وہ سوال کرتے ہیں کہ جب بچوں میں نیکی اور بدی کی پہچان ہی نہیں ہوتی تو اُن کی نئی پیدائش کیسے ہو سکتی ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ خدا کا کام اگرچہ ہماری سمجھ سے باہر ہے، مگر اس وجہ سے وہ باطل نہیں ہو جاتا۔ مزید یہ کہ جو بچے نجات پاتے ہیں (اور یہ بات یقینی ہے کہ کچھ بچے اِسی عمر میں نجات پاتے ہیں)، اُنہیں لازماً پہلے خدا کی طرف سے نئی زندگی دی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ماں کے پیٹ سے پیدائشی گناہ کے ساتھ آتے ہیں تو اُنہیں پاک ہونا ضروری ہے، اس سے پہلے کہ وہ خدا کی بادشاہی میں داخل ہوں، جہاں کوئی ناپاک چیز داخل نہیں ہو سکتی (مکاشفہ 27:21)۔ اگر وہ گنہگار پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ داؤد اور پولُس کہتے ہیں، تو پھر یا تو وہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ رہیں گے یا راست ٹھہرائے جائیں گے۔ اور اس میں مزید بحث کی کیا ضرورت ہے، جب خود منصف یہ کہتا ہے کہ "جب تک کوئی نئے سِرے سےپَیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا۔" (یوحنا 3:3)؟

ان اعتراض کرنے والوں کو خاموش کرنے کے لیے خدا نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی مثال دی، جسے اُس نے ماں کے پیٹ ہی سے پاک کیا (لوقا 1:15)، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ وہ دوسروں کے ساتھ بھی ایسا کر سکتا ہے۔ یہ لوگ اس بات سے کچھ حاصل نہیں کرتے کہ یہ کہہ دیں کہ یہ واقعہ صرف ایک بار ہوا، اس لیے یہ لازمی نہیں کہ خدا ہمیشہ بچوں کے ساتھ ایسا ہی کرے۔ ہم اس طرح دلیل نہیں دیتے۔ ہمارا مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ وہ ناحق اور بدنیتی سے خدا کی قدرت کو ایسی حدوں میں قید کرتے ہیں جن میں وہ قید نہیں ہو سکتی۔

ایک اور حیلہ بھی بے وزن ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کلامِ مقدس میں "ماں کے پیٹ سے" کا مطلب "بچپن سے" ہوتا ہے۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ فرشتے کا مطلب کچھ اور تھا، جب اُس نے زکریاہ کو بتایا کہ ابھی پیدا نہ ہونے والا بچہ روح القدس سے بھر جائے گا۔ لہٰذا خدا پر قانون بنانے کی کوشش کرنے کی بجائے ہمیں یہ مان لینا چاہیے کہ وہ جسے چاہے، جیسے چاہے، پاک کرتا ہے، جیسا کہ اُس نے یوحنا کو پاک کیا، کیونکہ اُس کی قدرت میں کوئی کمی نہیں۔

18۔ مسیح کے بچپن سے دلیل:

مسیح کو بچپن ہی سے مقدس کیا گیا، تاکہ وہ ہر عمر میں اپنے چنے ہوئے لوگوں کو اپنے وسیلے سے مقدس کر سکے۔ کیونکہ اُس نے ہماری نافرمانی کے گناہ کو مٹانے کے لیے وہی انسانی جسم اختیار کیا جس میں گناہ ہوا تھا، تاکہ وہ اُسی جسم میں ہماری خاطر اور ہماری جگہ کامل فرمانبرداری پوری کرے، اسی طرح وہ روحُ القدس کے وسیلہ سے کنواری مریم کے پیٹ میں پڑا، تاکہ جس جسم کو اُس نے اختیار کیا تھا وہ پوری طرح پاکیزگی سے معمور ہو، اور وہی پاکیزگی ہمیں بھی عطا کرے۔ اگر مسیح میں ہمیں خدا کے تمام فضل کا کامل نمونہ ملتا ہے جو خدا اپنے بچوں کو بخشتا ہے، تو اس بات میں ہمارے لیے واضح ثبوت ہے کہ بچپن کی عمر بھی تقدیس پانے کے قابل ہے۔ کم از کم ہم اس بات کو یقینی مانتے ہیں کہ خدا کے چنے ہوئے لوگوں میں سے کوئی بھی اس دنیا سے اُس وقت تک نہیں بلایا جاتا جب تک وہ پہلے خدا کے روح کے وسیلے سے مقدس اور نئی پیدائش نہ پا لے۔

وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کلامِ مقدس میں روح صرف اسی تقدیس کو مانتا ہے جو غیر فانی بیج یعنی خدا کے کلام سے ہوتی ہے۔ لیکن وہ پطرس کے الفاظ کی غلط تشریح کرتے ہیں، کیونکہ وہاں وہ خاص طور پر اُن ایمان والوں کا ذکر کرتا ہے جنہوں نے خوشخبری کی منادی کے ذریعے تعلیم پائی تھی (1 پطرس 23:1)۔ ہم مانتے ہیں کہ خداوند کا کلام روحانی نئی پیدائش کا واحد بیج ہے، لیکن ہم اس نتیجے کو رد کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی قدرت بچوں کو نئی پیدائش نہیں دے سکتی۔ خدا کے لیے یہ کام اتنا ہی ممکن اور آسان ہے جتنا ہمارے لیے عجیب اور سمجھ سے باہر ہے۔ یہ خطرناک بات ہوگی اگر ہم یہ انکار کریں کہ خدا جس طرح چاہے، بچوں کو اپنے بارے میں علم دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

19۔ اعتراض: بچے انجیل کی منادی کو سمجھ نہیں سکتے:

وہ کہتے ہیں کہ ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے (رومیوں 17:10)، اور بچوں نے ابھی سننے کا فائدہ حاصل نہیں کیا، نہ ہی وہ خدا کو جاننے کے قابل ہیں، کیونکہ موسیٰ کے مطابق وہ نیکی اور بدی کی پہچان نہیں رکھتے (استثنا 39:1)۔ لیکن وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ جب رسول سننے کو ایمان کی ابتدا قرار دیتا ہے تو وہ صرف اُس عام طریقے کو بیان کرتا ہے جس کے ذریعے خدا عموماً اپنے لوگوں کو بلاتا ہے، نہ کہ کوئی ایسا لازمی اصول بیان کر رہا ہو جس کے سوا کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہ ہو۔ یقیناً خدا نے بہت سوں کو منادی کے بغیر بھی، اپنے روح کی اندرونی روشنی کے ذریعے، اپنے بارے میں سچا علم عطا کیا ہے۔

چونکہ وہ یہ بات بہت عجیب سمجھتے ہیں کہ بچوں کو خدا کا کوئی علم دیا جائے، کیونکہ موسیٰ کہتا ہے کہ وہ نیکی اور بدی کی پہچان نہیں رکھتے، تو وہ مجھے بتائیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ بچوں کو ابھی اُس فضل کا کچھ حصہ ملتا ہے جس کی پوری مقدار وہ بعد میں پائیں گے، تو اس میں کیا خطرہ ہے؟ اگر کامل زندگی خدا کے کامل علم میں ہے، اور چونکہ کچھ بچے جو پیدائش کے فوراً بعد مر جاتے ہیں ابدی زندگی میں داخل ہو جائے، تو وہ یقیناً خدا کی حضوری کو دیکھنے کے قابل ٹھہرتے ہیں۔

لہٰذا جنہیں خدا اپنی کامل روشنی سے منور کرنے کرتا ہے، کیا وہ اگر چاہے تو ابھی اُن پر اپنی روشنی کی کوئی ہلکی سی کرن نہیں ڈال سکتا؟ خاص طور پر اگر وہ اُن کی جہالت کو دُور کیے بغیر ہی اُنہیں جسم کی قید سے آزاد کر دے تو؟

میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ بچوں کو وہی ایمان حاصل ہوتا ہے جو ہمیں اپنے اندر محسوس ہوتا ہے، یا یہ کہ اُن کا علم ہمارے ایمان جیسا ہی ہوتا ہے (اس بات کو میں فیصلہ کیے بغیر چھوڑتا ہوں)؛ لیکن میں اُن لوگوں کی سخت گھمنڈ کو ضرور کم کرنا چاہتا ہوں جو اپنی مرضی کے مطابق بڑی دلیری سے کسی بات کا اقرار یا انکار کرتے ہیں۔

20۔ اعتراض: بچے نہ توبہ کے قابل ہیں نہ ایمان کے:

اپنی بات کو مضبوط بنانے کے لیے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بپتسمہ توبہ اور ایمان کا علامتی عمل ہے، اور چونکہ یہ دونوں چیزیں ننھے بچوں پر لاگو نہیں ہوتیں، اس لیے ہمیں محتاط رہنا چاہیے کہ بچوں کو بپتسمہ دے کر اس کے مطلب کو خالی اور بے معنی نہ بنا دیں۔ لیکن یہ اعتراض دراصل ہمارے خلاف نہیں بلکہ خدا کے خلاف ہے۔ کیونکہ کلامِ مقدس کی بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ ختنہ توبہ کی علامت تھا (یرمیاہ 4:4؛ 25:9؛ استثنا 10:10؛ 6:30)۔ پولُس بھی اسے ایمان کی راستبازی کی مہر کہتا ہے (رومیوں 11:4)۔ اب یہ پوچھا جانا چاہیے کہ اگر ختنہ توبہ اور ایمان کی علامت تھا تو خدا نے بچوں کے جسم پر ختنہ کرنے کا حکم کیوں دیا؟

جب بپتسمہ اور ختنہ ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں، تو جو بات وہ ختنہ کے بارے میں مانتے ہیں، وہی بپتسمہ کے بارے میں بھی ماننی ہوگی۔ اگر وہ اپنی پرانی بات دہراتے ہوئے کہیں کہ اُس وقت بچوں سے مراد روحانی بچے تھے، تو ہم اس جواب کو پہلے ہی رد کر چکے ہیں۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ جب خدا نے توبہ اور ایمان کی علامت یعنی ختنہ بچوں کو دیا، تو آج اگر بچوں کو بپتسمہ دیا جائے تو اسے عجیب نہیں سمجھنا چاہیے، جب تک کہ کوئی شخص خدا کے مقرر کیے ہوئے حکم کے خلاف جھگڑا نہ کرنا چاہے۔ خدا کے ہر کام کی طرح یہاں بھی اُس کی حکمت اور راستبازی واضح ہے، جو بدکار لوگوں کے اعتراضات کو خاموش کرنے کے لیے کافی ہے۔

اگرچہ بچے اُس وقت ختنہ کے مطلب کو نہیں سمجھتے تھے، پھر بھی اُن کا ختنہ حقیقت میں اُن کی فاسد اور آلودہ فطرت کو ختم کرنے کی علامت تھا، اور جب وہ بڑے ہوتے تو اسی بات کی خواہش رکھتے۔ مختصر یہ کہ یہ اعتراض آسانی سے ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ بچوں کو آئندہ کی توبہ اور ایمان کے لیے بپتسمہ دیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ چیزیں ابھی ظاہر نہیں ہوتیں، مگر روح کے پوشیدہ کام کے ذریعے اُن کا بیج اُن میں موجود ہوتا ہے۔ یہ جواب اُن تمام اعتراضات کو بھی ختم کر دیتا ہے جو بپتسمہ کے مطلب سے نکال کر ہمارے خلاف پیش کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر پولُس اِسے "نئی پیدائش کا غسل" کہتا ہے (ططس 5:3)۔ اس سے وہ دلیل لیتے ہیں کہ بپتسمہ صرف اُن لوگوں کو دیا جانا چاہیے جو ایسی کیفیت رکھتے ہوں۔ لیکن ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ختنہ، جسے نئی پیدائش کی علامت کہا گیا، صرف اُنہیں دیا جانا چاہیے تھا جو پہلے ہی نئی پیدائش پا چکے ہوں۔ اس طرح تو ہمیں خدا کے مقرر کیے ہوئے حکم کو غلط ٹھہرانا پڑے گا۔

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، جو دلائل ختنہ کے خلاف کمزور ہیں وہ بپتسمہ کے خلاف بھی کمزور ہیں۔ وہ یہ کہہ کر نہیں بچ سکتے کہ جو کچھ خدا کے حکم پر مبنی ہو وہ تو قطعی ہے، چاہے اس کی وجہ سمجھ نہ آئے، لیکن بچوں کے بپتسمہ کو ایسی عزت حاصل نہیں کیونکہ وہ صاف لفظوں میں حکم نہیں کیا گیا۔ وہ اسی مشکل میں پھنسے رہتے ہیں: یا تو بچوں کا ختنہ خدا کا جائز اور درست حکم تھا، یا پھر وہ قابلِ اعتراض تھا۔ اگر اُس میں کوئی بے معنی یا غلط بات نہ تھی، تو پھر بچوں کے بپتسمہ میں بھی کوئی بے معنی بات ثابت نہیں کی جا سکتی۔

(بپتسمہ پانے والے بچوں میں روح القدس کا کام، باب 21 تا 22 تک)

21۔ بچہ بڑا ہو کر اپنے بپتسمہ کو سمجھتا ہے:

اس مضحکہ خیز الزام کو، جس کے ذریعے وہ بپتسمہ کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم اس کا یوں جواب دیتے ہیں: جن لوگوں کو خدا نے اپنے انتخاب میں ہمیشہ کی زندگی کے لئے چن لیا ہے، اگر وہ نئی پیدائش کی علامت (بپتسمہ) حاصل کرنے کے بعد بالغ ہونے سے پہلے ہی اس دنیا سے چلے جائیں، تو خدا اپنے روح کی ناقابلِ فہم قدرت سے اُنہیں اُس طریقے سے نیا بنا دیتا ہے جو وہی بہتر جانتا ہے۔ اور اگر وہ اُس عمر تک پہنچ جائیں کہ اُنہیں بپتسمہ کے مطلب کی تعلیم

دی جا سکے، تو یہ بات اُنہیں نئی زندگی کی طرف زیادہ جوش دلائے گی۔ وہ جانیں گے کہ یہ نشان اُنہیں بچپن میں دیا گیا تھا تاکہ وہ ساری عمر اسی کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔

اسی مطلب کی دو آیات میں پولُس کہتا ہے کہ ہم بپتسمہ کے ذریعے مسیح کے ساتھ دفن کیے گئے (رومیوں 4:6؛ کلسیوں 12:2)۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بپتسمہ لینے سے پہلے انسان کو مسیح کے ساتھ دفن ہو چکا ہونا چاہیے۔ بلکہ وہ صرف یہ تعلیم بیان کرتا ہے جو بپتسمہ کے ذریعے سکھائی جاتی ہے، اور یہ بات وہ اُن لوگوں سے کہتا ہے جو پہلے ہی بپتسمہ لے چکے تھے۔ اس لیے کوئی بھی سمجھدار شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ دفن ہونا بپتسمہ سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح موسیٰ (استثنا 16:10) اور نبیوں نے لوگوں کو ختنہ کے اصل مطلب کی یاد دہانی کرائی، حالانکہ ختنہ تو بچوں کو بھی دیا جاتا تھا۔

پولس گلتیوں کو بھی یہی کہتا ہے کہ "تُم سب جِتنوں نے مسِیح میں شامِل ہونے کا بپتِسمہ لیا مسِیح کو پہن لیا"۔ (گلتیوں 27:3)۔ کیوں؟ تاکہ وہ آئندہ مسیح کے لیے زندہ رہیں، حالانکہ پہلے وہ اُس کے لیے زندہ نہ تھے۔ اگرچہ بالغوں کے معاملے میں نشان کو سمجھنے کے بعد دیا جانا چاہیے، لیکن بچوں کے معاملے میں اصول مختلف ہے، جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

پطرس رسول کے خط کی اُس آیت سے بھی کوئی اور نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا جس پر وہ بہت زور دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ بپتسمہ "جسم کی گندگی کو دُور کرنا نہیں بلکہ یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کے وسیلے سے خدا کے سامنے اچھے ضمیر کا جواب ہے" (1 پطرس 21:3)۔ اس سے وہ دلیل دیتے ہیں کہ بچوں کے بپتسمہ کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ یہ بپتسمہ کے مطلب کے خلاف ہے۔ لیکن اُن کی غلطی یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہر حال میں حقیقت وقت کے لحاظ سے نشان سے پہلے آئے۔ ختنہ کی حقیقت بھی اچھے ضمیر کے جواب میں تھی۔ اگر حقیقت کا پہلے ہونا لازمی ہوتا، تو خدا کے حکم سے بچوں کا ختنہ کبھی نہ ہوتا۔ لیکن خدا نے خود دکھایا کہ ختنہ کی حقیقت اچھے ضمیر سے تعلق رکھتی ہے، اور ساتھ ہی بچوں کو ختنہ کرنے کا حکم دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بچوں کے لیے ختنہ کا تعلق آئندہ سے تھا۔

اسی طرح بچوں کے بپتسمہ میں بھی ابھی کسی مکمل ظاہری اثر کا مطالبہ نہیں کیا جانا چاہیے، بلکہ یہ اُس عہد کی تصدیق اور مہر ہے جو خدا نے اُن کے ساتھ باندھا ہے۔ اس مقدس نشان کا باقی مطلب اُس وقت پورا ہوگا جو خدا نے مقرر کیا ہے۔

22۔ یہ چیز بچوں کے لیے تسلی ہے، لہٰذا اُنہیں نشان (بپتسمہ) سے محروم نہیں کرنا چاہیے:

ہر شخص کو، میرا خیال ہے، واضح طور پر سمجھنا چاہیے کہ اس طرح کے سارے دلائل محض کلامِ مقدس کی غلط تعبیرات ہیں۔ باقی دلائل جو ان سے ملتے جلتے ہیں، ہم مختصراً دیکھ لیتے ہیں۔

وہ اعتراض کرتے ہیں کہ بپتسمہ گناہوں کی معافی کے لیے دیا جاتا ہے۔ جب یہ قبول کیا جائے، تو یہ ہمارے نظریے کی مضبوط حمایت کرتا ہے؛ کیونکہ ہم سب گناہگار پیدا ہوتے ہیں، ہمیں رحم اور بخشش کی ضرورت پیدائش سے ہی ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ، چونکہ خدا اس عمر کو رحمت کی اُمید سے محروم نہیں کرتا بلکہ یقین دہانی دیتا ہے، تو پھر ہم اُسے اس نشان سے کیوں محروم کریں، جو حقیقت کے مقابلے میں بہت کم اہمیت رکھتا ہے؟ اس لیے جو تیر وہ ہمارے خلاف چلانے کی کوشش کرتے ہیں، ہم اُسے خود اُن پر پھینک دیتے ہیں: بچے گناہوں کی معافی پاتے ہیں، اس لیے اُنہیں نشان سے محروم نہیں کیا جانا چاہیے۔

وہ افسیوں کی آیت سامنے لاتے ہیں، جس میں کہا گیا ہے کہ مسیح نے اپنی جان کلیسیا کے لیے دی، "تاکہ اسے پانی کے غسل اور کلام کے ذریعے پاک اور مقدس کرے" (افسیوں 26:5)۔ اس سے بہتر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُن کی غلطی کو غلط ثابت کرے: یہ ہمیں آسان ثبوت فراہم کرتا ہے۔ اگر بپتسمہ کے ذریعے مسیح یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنی کلیسیا کو پاک کرتا ہے، تو یہ انصاف کے خلاف ہوگا کہ بچوں کو یہ تصدیق نہ دی جائے، جو کلیسیا کے حقیقی حصے سمجھے جاتے ہیں، کیونکہ اُنہیں آسمان کی بادشاہی کے وارث کہا گیا ہے۔ کیونکہ پولُس جب کہتا ہے کہ کلیسیا پانی کے غسل سے پاک ہوئی، تو وہ پوری کلیسیا کو شامل کرتا ہے۔

اسی طرح، جہاں وہ کہتے ہیں کہ بپتسمہ کے ذریعے ہم مسیح کے جسم میں شامل ہوتے ہیں (1 کرنتھیوں 13:12)، اور ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ بچوں کو، جنہیں وہ اپنے اراکین میں شمار کرتے ہیں، بپتسمہ دیا جانا چاہیے تاکہ وہ اُس کے جسم سے جدا نہ ہوں۔ دیکھیں کہ وہ کتنی شدت سے اپنے تمام وسائل استعمال کرتے ہیں تاکہ ہمارے ایمان کی حفاظت کو نقصان پہنچائیں!

(ابتدائی کلیسیا میں بچوں کا بپتسمہ، باب 23 تا 24 تک)

23۔ بالغوں کے لیے بیان کی گئی آیات کو بچوں پر بغیر وجہ لاگو نہ کیا جائے:

اب وہ ابتدائی رسولی کلیسیا کے دور کے رواج اور طریقۂ کار کی طرف آتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ کسی بھی شخص کو بپتسمہ دینے کی کوئی مثال نہیں ملتی، جس نے پہلے توبہ اور ایمان کا اقرار نہ کیا ہو۔ جب پطرس سے اُن کے سامعین (جن کے دل جھنجھلا گئے تھے) نے پوچھا، "ہم کیا کریں؟" تو اُس کا جواب تھا کہ "تَوبہ کرو اور تُم میں سے ہر ایک اپنے گُناہوں کی مُعافی کے لِئے یِسُوعؔ مسیح کے نام پر بپتِسمہ لے تو تُم رُوحُ القُدس اِنعام میں پاؤ گے۔" (اعمال 37:2-38)۔ اسی طرح، جب فلپس سے ایک منصب دار نے بپتسمہ لینے کے لیے کہا، تو اُس نے جواب دیا کہ "اگر تم دل سے ایمان رکھتے ہو تو لے سکتے ہو"۔ اسی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ بپتسمہ کسی کو بھی پہلے توبہ اور ایمان کے بغیر جائز طور پر نہیں دیا جا سکتا۔ اگر ہم اس دلیل کو قبول کر لیں، تو پہلی آیت جس میں ایمان کا ذکر نہیں ہے، یہ ثابت کرے گی کہ صرف توبہ کافی ہے، اور دوسری آیت، جس میں توبہ کی ضرورت نہیں بتائی گئی، یہ کہ صرف ایمان کافی ہے۔ وہ اعتراض کریں گے کہ ایک آیت دوسری کی مدد کرتی ہے، اس لیے دونوں کو جوڑ کر دیکھنا چاہیے۔

میں کہتا ہوں کہ اِن دونوں آیات کا دیگر متعلقہ آیات کے ساتھ موازنہ کرنا ضروری ہے، جو اس مسئلے کے حل میں مدد دیتی ہیں۔ بائبل کی بہت سی آیات کا مطلب اُن کی مخصوص حالت یا مقام پر منحصر ہوتا ہے، اور یہی اس واقعے میں بھی ہے۔ پطرس اور فلپس کے یہ کلمات اُن لوگوں سے کہے گئے جو اس عمر کے تھے جو توبہ اور ایمان حاصل کرنے کے قابل ہو۔ ہم زور دیتے ہیں کہ ایسے بالغ افراد کو تب ہی بپتسمہ دیا جائے جب اُن کی توبہ اور ایمان کو پہچانا جائے، کم

ازکم انسانی سمجھ کے مطابق۔ لیکن یہ بالکل واضح ہے کہ بچوں کو ایک مختلف درجہ میں رکھا جانا چاہیے۔ کیونکہ جب پہلے کوئی شخص اسرائیل کی مذہبی جماعت میں شامل ہوتا تھا، تو اُسے پہلے خداوند کی عہد کے بارے میں سکھایا جاتا اور اُس کی شریعت کی تعلیم دی جاتی تھی، اس سے پہلے کہ وہ ختنہ پائے، کیونکہ وہ اسرائیل کی قوم سے غیر متعلق یا غیر ملکی تھا، جس کے ساتھ ختنہ کے ذریعے عہد کیا گیا تھا۔

24. ابراہام اور اسحاق، بالغوں اور بچوں کے فرق کی مثال ہیں:

اسی طرح، جب خدا نے ابراہام کو اپنے لیے چنا، تو خدا نے ختنہ سے آغاز نہیں کیا، اور نہ ہی فوراً یہ چھپایا کہ اس نشان سے کیا مراد ہے، بلکہ پہلے اعلان کیا کہ وہ اس کے ساتھ عہد کرے گا، اور اس کے وعدے پر ایمان کے بعد اُسے مقدس رسم میں شریک کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ابراہام میں ختنہ ایمان کے بعد کیوں آیا، اور اس کے بیٹے اسحاق میں عقل و فہم سے پہلے کیوں؟ یہ درست ہے کہ جو بالغ شخص کسی عہد میں شامل ہوتا ہے، اُسے پہلے اس کی شرائط سیکھنی چاہیے، کیونکہ وہ پہلے اس سے الگ تھا۔ لیکن بچے کے ساتھ ایسا نہیں ہے، جو اپنی ماں کے رحم سے پیدائشی حق کے ذریعے وعدے میں شامل ہے۔

مختصراً یہ کہ، اگر ایمانداروں کے بچے بغیر سمجھ بوجھ کے خداوند کے عہد میں شریک ہو سکتے ہیں، تو اُنہیں عہد کی نشانی (بپتسمہ) سے کیوں محروم کیا جائے، کیونکہ وہ اس کی شرائط کا اقرار نہیں کر سکتے؟ یہی وجہ ہے کہ خداوند بعض اوقات اعلان کرتا ہے کہ اسرائیل کے بچوں کو وہ اپنے بیٹے کے طور پر پیدا کرتا ہے (حزقی ایل 20:16؛ 37:23)۔ کیونکہ وہ یقیناً اُن بچوں کو بیٹے کا مقام دیتا ہے جن کی نسل کے ساتھ اُس نے وعدہ کیا کہ وہ اُن کا باپ ہوگا۔ لیکن غیر مسیحی (بے ایمان) والدین سے پیدا ہونے والا بچہ اُس وقت تک خداوند کے عہد کا اجنبی سمجھا جاتا ہے جب تک وہ ایمان کے ذریعے خدا کے ساتھ متحد نہ ہو جائے۔ اس لیے یہ عجیب نہیں کہ جب نشان بے معنی ہو، تو اُسے نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح پولُس فرماتا ہے کہ غیر یہودی، جب تک وہ بت پرستی میں غرق تھے، عہد کے اجنبی تھے (افسیوں 2:11)۔

اسے یوں سمجھا جا سکتا ہے:

- جو بالغ عمر میں مسیح پر ایمان لاتے ہیں اور پہلے عہد سے اجنبی تھے، وہ ایمان اور توبہ کے بعد بپتسمہ لے سکتے ہیں۔ یہ اُن کے لیے خداوند کے عہد کے اجتماع میں شامل ہونے کا راستہ فراہم کرتا ہے۔
- بچے، جو مسیحی والدین سے پیدا ہوتے ہیں، پیدائش کے فوراً بعد خدا کی نظر میں عہد کے وارث سمجھے جاتے ہیں، اُنہیں بھی بپتسمہ دیا جانا چاہیے۔

اسی مثال کی بنیاد پر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یوحنا کے ذریعے بپتسمہ لینے والے بالغ افراد نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا (متی 6:3)۔ یہی اصول آج کے دور میں بھی قابلِ عمل ہے۔ اگر کوئی غیر مسیحی بپتسمہ لینے آئے، تو اُسے فوراً رسم نہیں دی جائے گی، بلکہ اُس کا اعتراف، جو کلیسیا کو مطمئن کرے، حاصل کرنے کے بعد ہی یہ عمل انجام دیا جائے گا۔

(جن آیات کو بچوں کے بپتسمہ کے خلاف پیش کیا جاتا ہے اُن کی وضاحت: جو بغیر بپتسمہ مر جائیں وہ سب ہلاک نہیں ہوتے، باب 25 تا 30 تک)۔

25۔ پانی اور روح سے نیا جنم:

ایک اور آیت جو وہ پیش کرتے ہیں، یوحنا کی انجیل کے تیسرے باب میں سے ہے۔ اُن کے خیال میں ہمارے نجات دہندہ کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بپتسمہ میں موجود نیا جنم ضروری ہے: "جب تک کوئی آدمی پانی اور رُوح سے پَیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی میں داخِل نہیں ہو سکتا۔ " (یوحنا 5:3)۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھو، خود خداوند نے بپتسمہ کو نیا جنم کہا ہے، تو پھر کیسے اور کس دلیل سے بپتسمہ اُن لوگوں کو دیا جا سکتا ہے جو بظاہر نیا جنم لینے کے قابل ہی نہیں؟

سب سے پہلے، وہ اس غلط فہمی میں ہیں کہ اس آیت میں بپتسمہ کا ذکر ہے، صرف اس لیے کہ لفظ "پانی" آیا ہے۔ نیکودیمس، جب خداوند نے اُسے انسانی فطرت کے بگاڑ اور نئے سرے سے پیدا ہونے کی ضرورت سمجھائی، تو وہ جسمانی پیدائش کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس لیے خداوند نے اُسے بتایا کہ خدا کس طرح نیا جنم دیتا ہے، یعنی پانی اور روح کے ذریعے۔ دوسرے لفظوں میں، روح کے ذریعے، جو ایمانداروں کے دلوں کو سیراب اور پاک کرتا ہے، جیسے

پانی جسم کو صاف کرتا ہے۔ اس لیے "پانی اور روح" سے مراد صرف روح ہے، جو پانی کی مانند کام کرتا ہے۔ یہ اندازِ بیان نیا نہیں ہے۔ یہ متی کے تیسرے باب کے بیان سے میل کھاتا ہے: "جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زیادہ زور آور ہے... وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا" (متی 11:3)۔ جس طرح روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دینا دراصل روح القدس دینا ہے، جو نئے جنم میں آگ کی طرح کام کرتا ہے، اِسی طرح پانی اور روح سے پیدا ہونا بھی روح کی وہ قدرت حاصل کرنا ہے جو جان پر وہی اثر ڈالتی ہے جو پانی جسم پر ڈالتا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ اس آیت کی ایک اور تشریح بھی کی جاتی ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ یہی اس کا اصل مطلب ہے، کیونکہ خداوند کا مقصد صرف یہ سکھانا تھا کہ جو کوئی آسمانی بادشاہی میں داخل ہونا چاہتا ہے، اُسے اپنی پرانی فطرت چھوڑنی ہوگی۔ اگر ہم بھی اُن لوگوں کی طرح بحث بازی کرنا چاہیں، تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت میں بپتسمہ روح سے پہلے ذکر ہوا ہے، اس لیے بپتسمہ ایمان اور توبہ سے پہلے ہونا چاہیے۔ لیکن یہ بات روحانی نعمتوں کے بارے میں ہے، اور اگر وہ بپتسمہ کے بعد آتی ہیں تو میرا مؤقف درست ثابت ہوتا ہے۔ لیکن بحث کو ایک طرف رکھتے ہوئے، سادہ اور درست مطلب یہی ہے کہ جب تک کوئی شخص زندہ پانی، یعنی روح کے ذریعے نیا نہ بنایا جائے، وہ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔

26۔ سب غیر بپتسمہ یافتہ لوگ ہلاک نہیں ہوتے:

یہ بات بھی ان لوگوں کے اُس خیال کو غلط ثابت کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ جو بھی بغیر بپتسمہ مر جائے وہ ہمیشہ کی ہلاکت میں جاتا ہے۔ فرض کریں، جیسا کہ وہ کہتے ہیں، کہ بپتسمہ صرف بالغوں کو دیا جانا چاہیے۔ تو پھر اُس نوجوان کے بارے میں کیا کہیں گے جو دینداری کی بنیادی تعلیم اچھی طرح حاصل کر چکا ہو، اور بپتسمہ کے دن کا انتظار کر رہا ہو، مگر اچانک موت اُسے لے جائے؟

اس بارے میں خداوند کا وعدہ واضح ہے کہ "جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زِندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حُکم نہیں ہوتا بلکہ وہ مَوت سے نِکل کر زِندگی میں داخِل ہو گیا ہے۔ (یوحنا 24:5)۔ ہم

کہیں نہیں پڑھتے کہ خداوند نے اُس شخص کو مجرم ٹھہرایا ہو جو ابھی بپتسمہ نہ لے سکا ہو۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ بپتسمہ کو نظر انداز کرنا جائز ہے۔ میں ہرگز اس بے قدری کو درست نہیں سمجھتا، کیونکہ یہ خداوند کے عہد کی خلاف ورزی ہے۔یہ حوالہ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمیں بپتسمہ کو اِس قدر لازمی نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو کوئی کسی وجہ سے اِسے حاصل نہ کر سکا ہو، ہم فوراً اُسے ہلاک شدہ قرار دے دیں۔ اگر ہم اُن کے خیال کو مان لیں، تو ہمیں ہر اُس شخص کو مجرم ٹھہرانا پڑے گا جو کسی حادثے کی وجہ سے بپتسمہ نہ لے سکا ہو، چاہے وہ مسیح پر سچا ایمان ہی کیوں نہ رکھتا ہو۔

مزید یہ کہ اگر بپتسمہ، جیسا کہ وہ کہتے ہیں، نجات کے لیے لازمی ہے، اور وہ بچوں کو بپتسمہ نہیں دیتے، تو پھر وہ خود سب بچوں کو ہمیشہ کی ہلاکت کے حوالے کرتے ہیں۔ اب وہ خود سوچیں کہ اُن کا یہ نظریہ مسیح کے ان الفاظ کے ساتھ کیسے میل کھاتا ہے : "لیکن یِسُوعؔ نے کہا بچّوں کو میرے پاس آنے دو اور اُنہیں منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی اَیسوں ہی کی ہے۔" (متی 14:19)۔ اور اگر ہم اس آیت کی اُن کی مرضی کے مطابق تشریح بھی مان لیں، تب بھی وہ اس سے کچھ ثابت نہیں کر سکتے، جب تک وہ اُس تعلیم کو رد نہ کر دیں جو ہم پہلے بچوں کے نئے جنم کے بارے میں بیان کر چکے ہیں۔

27۔ یسوع مسیح کے بپتسمہ سے متعلق الفاظ:

وہ کہتے ہیں کہ اُن کی سب سے مضبوط دلیل بپتسمہ کی ادائیگی کے بارے میں ہے، جو اُنہیں متی کی انجیل کے آخری باب میں ملتی ہے۔ جہاں یسوع مسیح اپنے شاگردوں کو ساری دنیا میں بھیجتے ہوئے حکم دیتا ہے کہ پہلے تعلیم دیں اور پھر بپتسمہ دیں (متی 19:28)۔ اسی طرح مرقس کی انجیل کے آخری باب میں لکھا ہے کہ "جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا" (مرقس 16:16)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس سے زیادہ اور کیا چاہیے؟ مسیح یسوع کے اپنے الفاظ یہ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ تعلیم بپتسمہ سے پہلے ہونی چاہیے، اور بپتسمہ ایمان کے بعد آتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خود خداوند نے مثال دی، کیونکہ اُس نے تیس برس کی عمر تک بپتسمہ نہیں لیا (متی 13:3؛ لوقا 3:21-22)۔ لیکن وہ یہاں کئی طرح سے خود کو الجھا لیتے ہیں اور اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ وہ بڑی بچکانہ غلطی کرتے ہیں کہ بپتسمہ کی پہلی بنیاد اسی

مقام سے نکالتے ہیں، حالانکہ مسیح نے اپنی خدمت کے آغاز ہی سے رسولوں کو بپتسمہ دینے کا حکم دیا تھا۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ بپتسمہ کا حکم اور اصول صرف اِنہی دو حوالوں سے لیا جائے، گویا یہی اس کی ابتدا ہو۔

لیکن اگر ہم اُن کی بات مان بھی لیں، تو بھی اُن کی یہ دلیل کمزور ہے۔ اگر وہ الفاظ کی ترتیب پر اتنا زور دیتے ہیں کہ چونکہ کہا گیا ہے کہ "جاؤ، منادی کرو اور بپتسمہ دو"، اور پھر "جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے"، اس لیے پہلے منادی اور ایمان ضروری ہے، تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ پہلے بپتسمہ دینا چاہیے اور پھر ان باتوں کی تعلیم دینا چاہیے جن کا مسیح نے حکم دیا، کیونکہ لکھا ہے کہ "اُنہیں بپتسمہ دو اور سکھاؤ کہ وہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔"

اسی طرح ہم نے پہلے بھی دیکھا کہ جب مسیح نے پانی اور روح سے نئے جنم کی بات کی، تو اگر ہم اُن کی طرح الفاظ کی ترتیب پر زور دیں، تو بپتسمہ کو روحانی نئے جنم سے پہلے ہونا چاہیے، کیونکہ پانی کا ذکر پہلے ہے۔ مسیح نے یہ نہیں کہا کہ روح اور پانی سے، بلکہ کہا کہ پانی اور روح سے پیدا ہونا ضروری ہے۔

28۔ مرقس 16:16 میں بچوں کا ذکر نہیں ملتا:

یہ وہ دلیل ہے جس پر وہ بہت زیادہ بھروسا کرتے ہیں، مگر یہ پہلے ہی کافی حد تک کمزور ہو چکی ہے۔ پھر بھی، چونکہ ہمارے پاس سادہ اور واضح سچائی موجود ہے، اسلیے میں اس بات کو معمولی بہانوں یا کمزور دلیلوں سے ٹالنا نہیں چاہتا۔، بلکہ اُنہیں ایک مضبوط جواب دینا چاہتا ہوں۔

یہاں مسیح کا حکم بنیادی طور پر انجیل کی منادی کے بارے میں ہے، اور بپتسمہ اس کے ساتھ ایک تابع اور ضمنی چیز کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ مسیح بپتسمہ کا ذکر اسی حد تک کرتا ہے جس حد تک وہ تعلیم دینے کے کام کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ کیونکہ مسیح اپنے شاگردوں کو اس لیے بھیجتا ہے کہ وہ دنیا کی سب قوموں میں انجیل کی خوشخبری سنائیں، تاکہ نجات کی تعلیم کے ذریعے اُن لوگوں کو، جو پہلے گمراہ تھے، اپنی بادشاہی میں جمع کریں۔ لیکن وہ لوگ کون ہیں؟ صاف ظاہر ہے کہ یہاں صرف اُنہی کا ذکر ہے جو اُس کی تعلیم کو قبول کرنے کے قابل ہیں۔ پھر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ایسے

لوگ، تعلیم پانے کے بعد، بپتسمہ لیں، اور ساتھ یہ وعدہ بھی بیان کرتا ہے کہ "جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا"۔ کیا اس پوری گفتگو میں کہیں بھی بچوں کا ذکر ہے؟ بالکل نہیں۔ پھر وہ ہم پر کس طرح کی دلیل سے حملہ کرتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ بالغ لوگوں کو پہلے تعلیم دی جائے اور ایمان میں لایا جائے، پھر بپتسمہ دیا جائے، اس لیے بچوں کو بپتسمہ دینا ناجائز ہے۔

لیکن اس عبارت سے وہ زیادہ سے زیادہ یہی ثابت کر سکتے ہیں کہ انجیل کی خوشخبری اُن لوگوں کو سنائی جائے جو اُسے سننے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور پھر اُنہیں بپتسمہ دیا جائے، کیونکہ یہاں صرف اُنہی لوگوں کی بات ہو رہی ہے۔ اس سے بچوں کے بپتسمہ کے راستے میں کوئی رکاوٹ ثابت نہیں کی جا سکتی۔

29. یسوع کو بالغوں کے بپتسمہ کی مثال کے طور پر دِکھانا:

لیکن میں اُن کے غلط دلائل کو ایک بہت آسان مثال سے اتنا واضح کروں گا کہ اندھے بھی سمجھ جائیں ۔ فرض کریں کوئی یہ کہے کہ بچوں کو کھانا نہیں دینا چاہیے، کیونکہ رسول نے کہا ہے کہ صرف محنت کرنے والے کھائیں (2 تھسلنیکیوں 10:3)، تو کیا ایسا کہنے کرنے والے کو سب ہنسی کا نشانہ نہ بنائیں گے؟ کیوں؟ کیونکہ جو بات مخصوص لوگوں یا مخصوص عمر کے لیے کہی گئی، وہ اُسے سب پر لاگو کر رہا ہے۔یہاں بھی یہی غلطی ہو رہی ہے۔ جو چیز صرف بالغوں کے لیے مقرر گئی تھی، وہ اُسے بچوں پر لاگو کرتے ہیں اور اُنہیں ایسے اصول کے تابع کرتے ہیں جو صرف بالغوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔

جہاں تک ہمارے نجات دہندہ یسوع کی مثال کا تعلق ہے، یہ اُن کے موقف کی حمایت نہیں کرتا۔ یسوع کو تیس سال کی عمر سے پہلے بپتسمہ نہیں دیا گیا۔ یہ سچ ہے، لیکن وجہ واضح ہے؛ کیونکہ اُس وقت اُس نے بپتسمہ کی مضبوط بنیاد کو اپنی تعلیم کے ذریعے قائم کرنے کا اِرادہ کیا، یا پھر یوحنا نے جو پہلے بنیاد رکھی تھی، اُسے مضبوط کیا۔ لہٰذا جب اُس نے چاہا کہ مقرہ وقت میں اپنی تعلیم کے ذریعے بپتسمہ قائم کریں، تاکہ اپنے ادارے کو زیادہ اختیار دے سکیں، تو سب سے مناسب وقت پر اُس نے اِسے خود پر یعنی اپنی خدمت کے آغاز میں مقدس قرار دیا۔

آخر میں، وہ صرف یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ بپتسمہ کی ابتدا اور آغازِ انجیل کی تبلیغ سے ہوئی۔ لیکن اگر وہ تیس سال کی عمر پر زور دیتے ہیں، تو پھر وہ خود یہ اصول کیوں نہیں مانتے اور ہر شخص کو اُس کے اپنے خیال کے مطابق بپتسمہ کیوں دے دیتے ہیں؟ بلکہ اُن کے ایک استاد، سروِیٹس (Servetus)، نے بھی سختی سے اس مدت پر اصرار کیا، مگر خود وہ اکیس سال کی عمر میں نبی کا کام کرنے لگا؛ گویا کوئی بھی شخص چرچ میں شامل ہونے سے پہلے خود کو اُستاد یا رہنما قرار دینے کی اجازت رکھتا ہے۔

30- بپتسمہ اور عِشائے ربانی:

آخر میں وہ اعتراض کرتے ہیں کہ بچوں کو بپتسمہ دینے کی اتنی زیادہ وجہ نہیں ملتی جتنی کہ اُنہیں عِشائے ربانی دینے کی، جس میں بچوں کو کبھی شامل ہی نہیں کیا جاتا؛ گویا جیسے کلامِ مقدس نے اِن دونوں میں کوئی فرق ہی نہ بتایا ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کلامِ مقدس ہر لحاظ سے اِن میں واضح فرق کرتا ہے۔ ابتدائی کلیسیا میں، واقعی، عِشائے ربانی اکثر بچوں کو دی جاتی تھی، جیسا کہ سائپریان (Cyprian) اور آگسٹین (Augustine) بیان کرتے ہیں، لیکن بعد میں یہ رواج ختم ہو گیا۔ کیوں؟

کیونکہ بپتسمہ ایک داخلہ اور کلیسیا میں شمولیت کا نشان ہے، جس سے ہم خدا کے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں، اور یہ ہماری روحانی پیدائش کا نشان ہے، یعنی ہم دوبارہ خدا کے بچوں کی حیثیت سے جنم لیتے ہیں۔ اس کے برعکس، عِشائے ربانی بالغوں کے لیے ہے، جو بچپن کے نازک دور سے گزر چکے ہوں اور ٹھوس غذا برداشت کرنے کے قابل ہیں۔ یہ فرق کلامِ مقدس میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بپتسمہ کے لیے خدا عمر کی کوئی شرط نہیں رکھتا، جبکہ عِشائے ربانی میں ہر کسی کو شامل نہیں کیا جاتا بلکہ صرف اُن لوگوں کو شریک کیا جاتا ہے جو خداوند یسوع کے جسم و خون کو پہچان سکتے ہوں، اپنے ضمیر کی جانچ کر سکتے ہوں، مسیح کی موت کا اظہار کر سکتے ہوں اور اس کی روحانی طاقت کو سمجھ سکتے ہوں۔ جیسا کہ پولس رسول نے کہا کہ "پس آدمی اپنے آپ کو آزمالے اور اِسی طرح اُس روٹی میں سے کھائے اور اُس پیالے میں سے پئِے۔" (1 کرنتھیوں 28:11)۔

لہٰذا جانچ پہلے ہونی چاہیے، اوریہ بچوں سے توقع کرنا بے معنی ہے۔ مزید کہا گیا ہے کہ "جو کھاتے پِیتے وقت خُداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اِس کھانے پِینے سے سزا پائے گا۔" اگر وہ مسیح کے جسم کی پاکیزگی کو پہچانے بغیر عِشائے ربانی میں شریک نہیں ہو سکتے، تو ہم اپنے بچوں کو زندگی بخش غذا کی بجائے، زہر کیوں دیں؟ اس کے بارے میں مسیح کا کیا حکم ہے؟ "یہ میری یاد میں کیا کرو"۔ اور رسول نے اس سے کیا نتیجہ نکالا؟ "کیونکہ جب کبھی تُم یہ روٹی کھاتے اور اِس پیالے میں سے پِیتے ہو تو خُداوند کی مَوت کا اِظہار کرتے ہو۔ جب تک وہ نہ آئے۔" ہم کیسے بچوں سے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ کسی واقعے کو یاد کریں جس کی اُنہیں کوئی سمجھ ہی نہیں، یا مسیح کی موت کا اظہار کریں، جس کی نوعیت اور فائدہ سے وہ لاعلم ہوں؟

بپتسمہ میں ایسا کچھ مقرر نہیں کیا گیا۔ اس لیے بپتسمہ اور عِشائے ربانی میں کافی فرق ہے۔ پُرانے عہد میں بھی اِسی طرح کے فرق دیکھے جا سکتے ہیں۔ ختنہ، جو بپتسمہ کے برابر ہے، بچوں کے لیے بھی تھا، لیکن خُداوند کی فَسح، میں جس کی جگہ عِشائے ربانی نے لی ہے، ہر کسی کو شامل نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ صرف وہ لوگ شریک ہوتے تھے جو عمر کے لحاظ سے اس کا مطلب پوچھنے کے قابل ہوتے تھے (خروج 26:12)۔

اگر ان لوگوں کے دماغ میں تھوڑی سی بھی سمجھ ہوتی، تو کیا وہ اتنے اندھے ہو سکتے تھے کہ اس واضح اور روشن بات کو نہ سمجھیں؟

(سروِیٹس (Servetus) کے دلائل کے جوابات اور نتیجہ، باب 31 تا 32 تک)

31۔ سروِیٹس کے اعتراضات:

اگرچہ میں آپ کو سروِیٹس کے بے بنیاد خیالات کی لمبی فہرست سے پریشان نہیں کرنا چاہتا، جو اناباپٹسٹس (Anabaptists) میں ایک نمایاں شخص ہے بلکہ اس گروہ کا بڑا فخر سمجھا جاتا ہے۔ اور جس نے بحث کے وقت اپنے دلائل کو بڑا مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کی، پھر بھی مناسب ہے کہ ہم مختصراً اُن کا جواب دے دیں۔

1. وہ کہتا ہے کہ چونکہ مسیح کے نشان کامل ہیں، اس لیے وہ صرف کامل لوگوں کے لیے ہیں، یا کم از کم ایسے لوگوں کے لیے جو کمال حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

لیکن اس کا جواب واضح ہے۔ بپتسمہ کی تکمیل، جو موت تک جاری رہتی ہے، اِسے غلط طور پر صرف ایک لمحے تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ مزید یہ کہ جس کمال کی طرف بپتسمہ ہمیں ساری زندگی مسلسل بڑھنے کی دعوت دیتا ہے، سروِیٹس اُسے ایک ہی وقت میں مکمل طور پر حاصل کرنا چاہتا ہے، جو کہ بے وقوفی ہے۔

2. وہ اعتراض کرتا ہے کہ مسیح کے نشان یادگاری کے لیے مقرر کیے گئے ہیں، تاکہ ہر شخص یاد رکھے کہ وہ مسیح کے ساتھ دفن ہوا تھا۔

میں جواب دیتا ہوں کہ یہ بات اُس نے اپنے ذہن سے گھڑی ہے، اس لیے اِسے رد کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں۔ مزید یہ کہ جس بات کو وہ بپتسمہ پر لاگو کرتا ہے، وہ دراصل عِشائے ربانی سے متعلق ہے، جیسا کہ پولُس رسول کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ "ہر شخص اپنے آپ کو جانچے" (1 کرنتھیوں 28:11)۔ اس طرح کے الفاظ بپتسمہ کے بارے میں کہیں استعمال نہیں ہوئے۔ اس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ جو بچے اپنی کم عمری کی وجہ سے اپنے آپ کو جانچ نہیں سکتے، وہ بھی درست طور پر بپتسمہ پا سکتے ہیں۔

3. اُس کا تیسرا نکتہ یہ ہے کہ جو کوئی بیٹے پر ایمان نہیں لاتا وہ موت میں رہتا ہے اور خدا کا غضب اُس پر قائم رہتا ہے (یوحنا 36:3)۔ لہٰذا، چونکہ بچے ایمان نہیں لا سکتے، وہ خدا کے غضب کے نیچے رہتے ہیں۔

میں جواب دیتا ہوں کہ یہاں مسیح تمام انسانوں کے موروثی گناہ کی وجہ سے بگاڑ کی بات نہیں کر رہا جو آدم کی نسل ہونے کی وجہ سے سب پر آیا، بلکہ وہ صرف اُن لوگوں کو خبردار کر رہا ہے جو اپنے غرور اور ضد کی وجہ سے انجیل کی پیش کردہ نعمت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اس کا بچوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے برعکس، جنہیں مسیح برکت دیتا ہے وہ آدم کی لعنت اور خدا کے غضب سے آزاد ہوتے ہیں۔ اور چونکہ یہ یقینی ہے کہ مسیح بچوں کو برکت دیتا ہے، اس لیے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ موت سے آزاد ہیں۔ پھر وہ ایک ایسی آیت بیان کرتا ہے جو کلامِ مقدس میں موجود ہی نہیں: "جو روح سے پیدا ہوا ہے وہ روح کی آواز سنتا ہے۔" اگر ہم مان بھی لیں کہ ایسی کوئی آیت ہے، تب بھی وہ اس سے صرف یہی ثابت کر سکتا ہے کہ ایمان والے، روح کے کام

کے مطابق، فرمانبرداری کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔ لیکن جو بات چند لوگوں کے بارے میں کہی گئی ہو، اُسے سب پر لاگو کرنا درست دلیل نہیں۔

4. اُس کا چوتھا اعتراض یہ ہے کہ "جو پہلے ہے وہ جسمانی ہے" (1 کرنتھیوں 46:15)، اس لیے ہمیں بپتسمہ کے لیے، جو روحانی ہے، پوری عمر کا انتظار کرنا چاہیے۔

میں مانتا ہوں کہ آدم کی تمام اُولاد، جو جسم سے پیدا ہوتی ہے، پیدائش ہی سے گناہ اور سزا کی حالت میں جنم لیتی ہے۔ لیکن میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ بات خدا کے مقرر کیے ہوئے علاج (یعنی فضل) کو فوراً دینے میں رکاوٹ نہیں بنتی۔ سروِیٹس یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ خدا کے حکم سے نئی روحانی زندگی شروع ہونے سے پہلے کئی سال گزرنا ضروری ہیں۔ پولُس رسول کی گواہی یہ ہے کہ اگرچہ ہم فطرت کے اعتبار سے گمراہ ہیں، لیکن ایمانداروں کے بچے خدا کے خاص فضل سے مقدس ٹھہرائے جاتے ہیں۔

5. پھر وہ ایک تمثیل پیش کرتا ہے کہ جب داوؔد کوہِ صیون پر چڑھا تو اُس نے اندھوں اور لنگڑوں کو ساتھ نہیں لیا بلکہ طاقتور سپاہیوں کو لیا (2 سموئیل 8:5)۔

لیکن اگر میں اس کے جواب میں وہ مثال پیش کروں جس میں خدا آسمانی ضیافت کے لیے لنگڑوں اور اندھوں کو بلاتا ہے تو کیا ہوگا؟ پھر سروِیٹس اس مشکل کو کیسے حل کرے گا؟ مزید یہ کہ کیا لنگڑے اور معذور پہلے داوؔد کے ساتھ خدمت نہیں کرتے تھے؟ دراصل یہ دلیل زیادہ غور کے قابل نہیں، کیونکہ جیسا کہ مقدس تاریخ سے واضح ہے، یہ محض غلط حوالہ دینے پر مبنی ہے۔

6. وہ ایک اور تمثیل بیان کرتا ہے کہ رسول انسانوں کے ماہی گیر تھے، بچوں کے نہیں۔

میں پوچھتا ہوں، پھر ہمارے نجات دہندہ کا کیا مطلب ہے جب وہ کہتا ہے کہ جال میں ہر قسم کی مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں؟ (متی 19:4؛ 47:13)۔ لیکن میں تمثیلوں میں اُلجھنا نہیں چاہتا۔ سادہ جواب یہ ہے کہ جب رسولوں کو تعلیم دینے کا کام سونپا گیا، تو اُنہیں بچوں کو بپتسمہ دینے سے منع نہیں کیا گیا تھا۔ مزید یہ کہ جب انجیل مقدس یونانی لفظ "anthropous" (این تھروپوس) استعمال کرتی ہے، جس کا مطلب ہے "انسان"

یا "تمام لوگ" اور جو بغیر کسی استثنا کے پوری انسانیت کو شامل کرتا ہے تو پھر سروِیٹس بچوں کا اس لفظ میں شامل ہونا کیوں نہیں مانتا؟

7. اُس کی ساتویں دلیل یہ ہے کہ چونکہ روحانی باتیں روحانی لوگوں کے لیے ہیں (1 کرنتھیوں 13:2)، اس لیے بچے، جو روحانی نہیں ہیں، بپتسمہ کے لائق نہیں۔

یہ واضح ہے کہ وہ پولُس رسول کے اِس بیان کو غلط معنی دے رہا ہے۔ یہ حوالہ تعلیم کے بارے میں ہے۔ کرنتھس کے لوگ اپنی ظاہری ذہانت پر فخر کر رہے تھے، اس لیے پولُس نے اُنہیں ملامت کی کہ وہ ابھی تک آسمانی تعلیم کی ابتدائی باتوں کے محتاج ہیں۔ اس سے کون یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ بچوں کو بپتسمہ سے محروم رکھا جائے، حالانکہ خدا اُنہیں جسم سے پیدا ہونے کے باوجود اپنے مفت فضل سے اپنا بنا لیتا ہے؟

8. وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر بچے (مسیح میں) نئی مخلوق ہیں تو اُنہیں روحانی غذا بھی دی جانی چاہیے۔

اس کا جواب آسان ہے۔ بپتسمہ کے ذریعے اُنہیں مسیح کی بھیڑوں کے باڑے میں داخل کیا جاتا ہے، اور گود لیے جانے کی نشانی اُن کے لیے کافی ہے، جب تک کہ وہ بڑے نہ ہو جائیں اور ٹھوس غذا لینے کے قابل نہ ہوں۔ اس لیے ہمیں اُس وقت کا انتظار کرنا چاہیے جب وہ اپنے آپ کو جانچنے کے قابل ہوں، جیسا کہ خدا نے مقدس عِشائے ربانی کے بارے میں واضح طور پر حکم دیا ہے۔

9. اُس کا اگلا اعتراض یہ ہے کہ مسیح اپنے تمام لوگوں کو مقدس عِشائے ربانی کی دعوت دیتا ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ وہ صرف اُنہیں شامل کرتا ہے جو اُس کی موت کی یاد منانے کے لیے تیار ہوں۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ بچے جنہیں مسیح نے اپنی بانہوں میں لے کر برکت دی، ایک خاص اور جدا مقام میں رہتے ہیں جب تک کہ وہ بڑے نہ ہو جائیں، مگر وہ بیگانہ نہیں ہوتیں۔ اور جب وہ کہتا ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ بچے عِشائے ربانی میں شریک نہیں ہوتے، تو میں جواب دیتا ہوں کہ روحوں کی غذا صرف ظاہری کھانے سے نہیں ہوتی، بلکہ مسیح خود بچوں کی غذا ہے، چاہے وہ نشان (عشائیہ) میں شریک نہ ہوں۔ لیکن بپتسمہ کا معاملہ مختلف ہے، کیونکہ اُسی کے ذریعے کلیسیا کا دروازہ اُن کے لیے کھولا جاتا ہے۔

10. وہ پھر اعتراض کرتا ہے کہ ایک اچھے گھر کا مالک اپنے گھر والوں کو وقت پر کھانا دیتا ہے (متی 45:24)۔

میں اس بات کو مانتا ہوں، لیکن وہ یہ کیسے ثابت کرے گا کہ بپتسمہ کا وقت کون سا ہے، اور یہ کہ بچوں کو بپتسمہ دینا بے وقت ہے؟ پھر وہ مسیح کے اُس حکم کا حوالہ دیتا ہے جس میں اُس نے رسولوں سے کہا کہ جلدی کرو، کیونکہ کھیت فصل کے لیے تیار ہیں (یوحنا 35:4)۔ ہمارے خداوند کا مطلب صرف یہ تھا کہ رسول اپنے کام کا پھل دیکھ کر اور زیادہ جوش سے تعلیم دیں۔ اس سے کون یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ صرف فصل کا وقت ہی بپتسمہ دینے کا مناسب وقت ہے؟

11. اُس کی گیارھویں دلیل یہ ہے کہ ابتدائی کلیسیا میں مسیحی اور شاگرد ایک ہی سمجھے جاتے تھے۔

لیکن ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ وہ کسی مخصوص ایک حصے کی بات کو پوری جماعت پر غلط طور پر لاگو کرتا ہے۔ شاگرد کا نام اُن بالغ لوگوں کو دیا جاتا تھا جو تعلیم پا چکے تھے اور مسیح کا نام اختیار کر چکے تھے، جیسے یہودی موسیٰ کی شریعت کے تحت شاگرد کہلاتے تھے۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ بچے، جنہیں خداوند نے اپنے گھرانے کا کہا ہے، اجنبی تھے۔

12. وہ مزید کہتا ہے کہ سب مسیحی بھائی ہیں، اور چونکہ بچوں کو عِشائے ربانی میں شامل نہیں کیا جاتا، اس لیے وہ اس جماعت میں شامل نہیں ہو سکتے۔

میں پھر وہی بات دہراتا ہوں: پہلی بات یہ کہ آسمان کی بادشاہی کے وارث وہی ہیں جو مسیح کے اعضا ہیں، اور دوسری بات یہ کہ مسیح کا بچوں کو گلے لگانا ہی اُن کے گود لیے جانے کی اصل نشانی ہے، جس میں وہ بڑوں کے ساتھ شریک ہیں۔ عِشائے ربانی سے وقتی طور پر الگ رہنا اُنہیں کلیسیا کے بدن سے خارج نہیں کرتا۔ صلیب پر لٹکا ہوا ڈاکو جب ایمان لایا تو وہ ایمانداروں کا بھائی بن گیا، حالانکہ اُس نے کبھی عِشائے ربانی میں حصہ نہیں لیا۔

13. سروِیٹس پھر کہتا ہے کہ کوئی شخص ہمارا بھائی نہیں بنتا جب تک کہ اُسے لے پالک ہونے کا روح نہ ملے (رومیوں 15:8)، اور یہ روح صرف ایمان کے سننے سے ملتا ہے (گلتیوں 2:3)۔

میں جواب دیتا ہوں کہ وہ پھر وہی غلط منطق استعمال کرتا ہے، کیونکہ جو بات بالغوں کے بارے میں کہی

گئی ہے اُسے بچوں پر لاگو کرتا ہے۔ پولُس وہاں یہ سکھاتا ہے کہ خدا عام طور پر اپنے برگزیدوں کو بُلانے اور ایمان تک لانے کے لیے ایماندار اُستاد کھڑے کرتا ہے، اور اُن کی خدمت کے ذریعے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ لیکن کون خدا پر یہ پابندی لگا سکتا ہے کہ وہ بچوں کو کسی اور پوشیدہ طریقے سے مسیح میں شامل نہ کرے؟

14. وہ اعتراض کرتا ہے کہ کُرنِیلِیُس نے روح القدس پانے کے بعد بپتسمہ لیا۔

لیکن ایک واقعہ کو عام اصول بنا دینا کیسی بے عقلی ہے! خوجہ اور سامریوں کے معاملے میں خدا نے دوسرا طریقہ اختیار کیا، جہاں بپتسمہ پہلے ہوا اور روح القدس کی بخشش بعد میں ملی (اعمال 8:12-17,36-38)۔

15. اُس کی پندرھویں دلیل تو حد سے زیادہ عجیب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم نئے جنم سے خدا بن جاتے ہیں، اور خدا وہی ہیں جن کے پاس خدا کا کلام بھیجا جاتا ہے (یوحنا 35:10 ; 2 پطرس 4:1)، اور چونکہ یہ بچوں کے لیے ممکن نہیں، اس لیے وہ اِس میں شامل نہیں۔

ایمان والوں کو "خدا" کہنا اُس کی گمراہ کن باتوں میں سے ایک ہے، جس پر یہاں تفصیل سے بحث کرنا مناسب نہیں۔ لیکن زبور کی آیت (زبور 6:82) کو اس مطلب کے لیے استعمال کرنا بے حد بے شرمی کی بات ہے۔ مسیح نے کہا کہ بادشاہوں اور حاکموں کو نبی نے "خدا" کہا، کیونکہ وہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ خدمت انجام دیتے تھے۔ مگر یہ چالاک مفسر خاص لوگوں کے لیے کہی گئی بات کو انجیل کی عام تعلیم پر لاگو کر کے بچوں کو کلیسیا سے نکال دینا چاہتا ہے۔

16. وہ پھر اعتراض کرتا ہے کہ بچوں کو نئی مخلوق نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ وہ کلام کے ذریعے پیدا نہیں ہوئے۔

لیکن میں جو بات بار بار کہہ چکا ہوں، وہی دوبارہ کہتا ہوں: جب ہم تعلیم کو سمجھنے کے قابل ہوں تو نئی پیدائش کے لیے خدا کا کلام ایک لازوال بیج ہے۔ لیکن جب بچے اپنی کم عمری کی وجہ سے سیکھنے کے قابل نہیں ہوتے، تو خدا اُنہیں نئے سرے سے پیدا کرنے کے لیے اپنا خاص طریقہ اختیار کرتا ہے۔

17. پھر وہ اپنی تمثیلوں کی طرف لوٹتا ہے اور کہتا ہے کہ شریعت کے زمانے میں بھیڑ یا بکری کو پیدا ہوتے ہی قربان نہیں کیا جاتا تھا (خروج 5:12)۔

اگر میں بھی مثالوں سے جواب دینا چاہوں تو صاف کہہ سکتا ہوں: پہلی بات یہ کہ جو پہلوٹھا بچہ رحم سے نکلتا

تھا وہ خداوند کے لیے مقدس ہوتا تھا (خروج 12:13)؛ اور دوسری بات یہ کہ ایک سال کا برّہ قربان کیا جاتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ مکمل بڑی عمر کا انتظار ضروری نہیں تھا، کیونکہ خدا نے خود کم عمر جانور کو قربانی کے لیے چُنا۔

18. وہ مزید کہتا ہے کہ کوئی بھی شخص مسیح کے پاس تب تک نہیں آسکتا تھا جب تک وہ پہلے یوحنا کی طرف سے تیار نہ کیا گیا ہو۔

گویا یوحنا کی خدمت ہمیشہ کے لیے تھی۔ لیکن اس بات کو چھوڑ بھی دیں، تو جن بچوں کو مسیح نے اپنی بانہوں میں لے کر برکت دی، اُن کے بارے میں ایسی کوئی تیاری نہیں تھی۔ اس لیے اُس کا یہ اصول غلط ہے۔

19. آخر میں وہ اپنی بات ثابت کرنے کے لیے ٹرس - میجسٹس (Trismegistus) اور سیبلس (Sibyls) کا سہارا لیتا ہے، تاکہ یہ دکھا سکے کہ مقدس غسل (بپتسمہ) صرف بالغوں کے لیے ہے۔

دیکھیں، وہ مسیحی بپتسمہ کے بارے میں کیسا خیال رکھتا ہے، کہ اُسے غیر قوموں کی رسموں سے پرکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ بپتسمہ اسی طریقے سے ہو جو ٹرس - میجسٹس کو پسند ہو۔ ہم تو خدا کے اختیار کو زیادہ اہم سمجھتے ہیں، جس نے مناسب جانا کہ بچوں کو اپنے لیے مخصوص کرے اور ایک مقدس نشان (بپتسمہ) کے ذریعے اُنہیں اپنے عہد میں داخل کرے، چاہے وہ کم عمری کی وجہ سے اس کا مطلب پوری طرح نہ سمجھ سکیں۔ ہم یہ جائز نہیں سمجھتے کہ غیر قوموں کی رسومات سے کچھ لے کر اپنے بپتسمہ میں اس ابدی اور ناقابلِ تبدیلی حکم کو بدل دیں جو خدا نے ختنہ کے بارے میں مقرر کیا تھا۔

20. اس کی آخری دلیل یہ ہے کہ اگر بچے بغیر سمجھے بپتسمہ لے سکتے ہیں، تو پھر لڑکے کھیل میں مذاق کے طور پر بپتسمہ دے بھی سکتے ہیں۔

اس معاملے میں وہ خدا سے بحث کرے، جس کے حکم سے ختنہ بچوں کے لیے عام تھا، اس سے پہلے کہ وہ سمجھنے کے قابل ہوتے۔ کیا خدا کے مقدس حکم کو بچوں کے کھیل اور مذاق کی چیز سمجھا جا سکتا تھا؟ حیرت

کی بات نہیں کہ یہ گمراہ لوگ، گویا بیوقوفی اور اپنی غلطیوں کے دفاع میں عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں، کیونکہ خدا اِن کے غرور اور ضد کی سزا کے طور پر اُنہیں ایسی بھٹکی ہوئی سوچ میں چھوڑ دیتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ میں نے واضح کر دیا ہے کہ سروِیٹس نے اپنے ساتھی اناباپٹسٹس کی حمایت میں کتنی کمزور دلیلیں پیش کیں۔

32. ہمارے بچوں کی حفاظت کے لیے خدا کی شکرگزاری:

میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی باشعور شخص اب اس بات میں شک نہیں کر سکتا کہ کلیسیا کس قدر اُن لوگوں کی وجہ سے بلاوجہ پریشان ہوتی ہے جو بچوں کے بپتسمہ کے خلاف جھگڑے اور انتشار پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ شیطان اس ساری چالاکی کے ذریعے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ دراصل ہمیں اعتماد اور روحانی خوشی کے اس منفرد نعمت سے محروم کرنا چاہتا ہے، جو بچوں کے بپتسمہ سے حاصل ہوتی ہے، اور اس طرح سے وہ خدا کی مہربانی کی عظمت کو کم تر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

کتنے خوشگوار ہوتے ہیں وہ لمحات جب نیک دل لوگوں کو یہ پکا یقین حاصل ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف الفاظ سے بلکہ اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے آسمانی باپ کی نظر میں کس قدر عزیز ہیں، اور وہ اُن کے بچوں کی بھی اتنی ہی فکر کرتا ہے۔ یہاں ہم صاف دیکھتے ہیں کہ خدا ہمارے ساتھ ایک نہایت مہربان اور محتاط باپ کی طرح برتاؤ کرتا ہے، جو ہماری موت کے بعد بھی ہماری پرواہ کرتا ہے اور ہمارے بچوں کے لیے بھی سوچتا اور اُن کا انتظام کرتا ہے۔ کیا ہمارے دل پوری طرح شکرگزاری سے بھر نہیں جانے چاہییں، جیسے داؤد کا دل بھرا تھا (زبور 48:11)، تاکہ ہم خدا کی مہربانی کی ایسی نعمت پر اُس کے نام کو مبارک کہیں؟ بلا شبہ، بچوں کے بپتسمہ پر حملہ کرنے میں شیطان کا مقصد یہی ہے کہ وہ خدا کے فضل کی اُس گواہی کو نظروں سے اُوجھل کر دے یا آہستہ آہستہ مٹا دے، جو خود خدا کے وعدے ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

بچوں کے بپتسمہ کو نظر انداز کرنے سے نہ صرف لوگ خدا کی رحمت کے لیے ناشکر گزار بن جائیں گے، بلکہ اپنے بچوں کو نیکی اور خدا کے خوف میں تربیت دینے میں بھی سستی کریں گے۔ کیونکہ بچوں کا بپتسمہ ہمیں بڑا حوصلہ دیتا ہے کہ ہم اُنہیں خدا کے خوف اور اُس کے احکام کی فرمانبرداری میں پروان چڑھائیں، جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ پیدائش ہی سے خدا نے اُنہیں اپنے بچوں کے طور پر پہچانا اور اُن کی پرواہ کی ہے۔

لہٰذا، اگر ہم خدا کی مہربانی کو جان بوجھ کر چھپانا نہیں چاہتے، تو ہمیں اپنے بچوں کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہیے، جنہیں اُس نے اپنے دوستوں اور خاندان، یعنی کلیسیا کے اراکین میں شامل کیا ہے۔

The End

مزید معلومات، مسیحی کتب، پوڈکاسٹ اور آرٹیکل حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں

www.reformedbytruth.com

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only